یا الٰہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو
جب پڑے مشکل شہ مشکل کشا کا ساتھ ہو

انتساب

اپنی اہلیہ کے نام:

جن کے بھرپور تعاون نے مجھے ہمیشہ دینی کاموں میں بھرپور آسانی فراہم کی اور کبھی میرے دینی کاموں میں رکاوٹ نہیں بنیں بلکہ معاون و مددگار ثابت ہونے کے ساتھ ساتھ خود بھی ایک بہترین مخلص مبلّغہ کا کردار احسن انداز میں اب تک نبھا رہی ہیں۔

الحمدللہ علی احسانہ میں اس سے بہت راضی ہوں۔

اور رب کریم جل مجدہ بھی اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے اور طفیل میری اہلیہ کے اس تعاون اور تبلیغ کو قبول فرما کر ہمیشہ کیلئے اس سے راضی ہو کر بے حساب بخشش بخشش بخشش عطا فرمائے۔ آمین

اللہ تعالیٰ اس رشتے اور خلوص کو آخر دم تک قائم و دائم فرمائے
آمین بجاہ النبی الکریم الامین صلی اللہ علیہ وسلم

خاکپائے اولیاء
عبدالجبار احمد نقشبندی عفی عنہ

شہر کراچی میں

عقائد و اعمال کی اصلاح کے لئے

ماہانہ تربیتی اجتماع

جس میں جیّد علمائے کرام قرآن و سنت کی روشنی میں عقائد و اعمال کی اصلاح فرماتے ہیں۔

وقت کی پابندی کے ساتھ ضرور تشریف لائیے۔

اور دوسروں کو بھی اس کی دعوت پیش کیجئے۔

ہر انگریزی ماہ کے پہلے ہفتے بعد نماز عشاء

بمقام: **الفیضان ہال** متصل جامع مسجد فاران مارٹن روڈ بالمقابل پی آئی بی کالونی کراچی۔

فون نمبر: 021-34910480 / 021-34945513

زیر انتظام:

ادارہ الفیضان

الحمد للہ عزوجل

رہبر اسلامک فاؤنڈیشن
تیس (30) مدارس میں

ساڑھے تین ہزار طلباء و طالبات کو مفت دینی و دنیاوی تعلیم فراہم کرنے والا منفرد ادارہ۔

اپنی زکوۃ، فطرات، عطیات و صدقات کے ذریعے اس کے ساتھ مکمل تعاون فرمائیے۔

شعبہ جات

- اکیڈمیز
- تخصص فی الفقہ
- درس نظامی
- حفظ القرآن
- ناظرۃ القرآن
- تالیف و تصنیف
- مختصر اصلاحی کورسز

شہر کراچی میں

عظیم الشان ماہانہ محفل برائے خواتین

تقریباً سوا لاکھ (1,25,000) درود شریف اور آیت کریمہ پڑھ کر ایصالِ ثواب کیا جاتا ہے اور درود شریف و آیت کریمہ کی برکت سے حاضرین کی حاجات پوری ہونے اور مشکلات کے حل کیلئے خصوصی دعا کی جاتی ہے۔ اور قرآن و سنت کی روشنی میں اصلاحی بیان ہوتا ہے۔

پریشان حال خواتین اپنے مسائل کے حل، دعاؤں کی قبولیت اور انوار و تجلیات کو حاصل کرنے کیلئے ضرور تشریف لائیں۔

ہر انگریزی ماہ کی پہلی جمعرات دوپہر 2:30 تا شام 5:00 بجے

بمقام: **الفیضان ہال** متصل جامع مسجد فاران مارٹن روڈ بالمقابل پی آئی بی کالونی کراچی۔

فون نمبر: 021-34910480 / 021-34945513

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ النَّبِیِّیۡنَ

وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ

اَمَّا بَعۡدُ:

فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَلۡتَنۡظُرۡ نَفۡسٌ مَّا قَدَّمَتۡ

لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰہَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیۡرٌۢ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ

(سورۃ الحشر آیت نمبر ۱۸)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡكَ یَا سَیِّدِیۡ یَارَسُولَ اللّٰہِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡكَ یَا سَیِّدِیۡ یَاحَبِیۡبَ اللّٰہِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡكَ یَا سَیِّدِیۡ یَا شَفِیۡعَ الۡمُذۡنِبِیۡنَ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡكَ یَا سَیِّدِیۡ یَا رَحۡمَۃً لِّلۡعَالَمِیۡنَ

سدا دور دورہ دکھاتا نہیں
گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں

مناجات

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ

خُذْ بِلُطْفِكَ يَااِلٰهِيْ مَنْ لَّهٗ زَادٌ قَلِيْلٌ
مُفْلِسٌ بِالصِّدْقِ يَأْتِ عِنْدَ بَابِكَ يَا جَلِيْلُ

ذَنْبُهٗ ذَنْبٌ عَظِيْمٌ فَاغْفِرِ الذَّنْبَ الْعَظِيْمَ
اِنَّهٗ شَخْصٌ غَرِيْبٌ مُذْنِبٌ عَبْدٌ ذَلِيْلٌ

مِنْهُ عِصْيَانٌ وَنِسْيَانٌ وَسَهْوٌ بَعْدَ سَهْوٍ
مِنْكَ اِحْسَانٌ وَّفَضْلٌ بَعْدَ اِعْطَاءِ الْجَزِيْلِ

قَالَ يَارَبِّيْ ذُنُوْبِيْ مِثْلُ رِمْلٍ لَاتَعُدْ
فَاعْفُ عَنِّيْ كُلَّ ذَنْبٍ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْل

قُلْ لِّنَارٍ اَبْرِدِيْ يَارَبِّ فِيْ حَقِّيْ كَمَا
قُلْتَ قُلْ يَانَارُ كُوْنِيْ اَنْتَ فِيْ حَقِّ الْخَلِيْلِ

كَيْفَ حَالِيْ يَا اِلٰهِيْ لَيْسَ لِيْ خَيْرُ الْعَمَلِ

سُوْءُ اَعْمَالِيْ كَثِيْرٌ زَادُ طَاعَاتِيْ قَلِيْلٌ

اَنْتَ شَافِيْ اَنْتَ كَافِيْ فِيْ مُهِمَّاتِ الْاُمُوْرِ

اَنْتَ حَسْبِيْ اَنْتَ رَبِّيْ اَنْتَ لِيْ نِعْمَ الْوَكِيْلُ

عَافِنِيْ مِنْ كُلِّ دَاءٍ فَاقْضِ عَنِّيْ حَاجَتِيْ

اِنَّ لِيْ قَلْبًا سَقِيْمًا اَنْتَ مَنْ يَّشْفِى الْعَلِيْلَ

هَبْ لَنَا مُلْكًا كَبِيْرًا نَجِّنَا مِمَّا نَخَافُ

رَبَّنَا اِذْ اَنْتَ قَاضٍ وَالْمُنَادِيْ جِبْرَائِيْلُ

رَبِّ هَبْ لِيْ كَنْزَ فَضْلٍ اَنْتَ وَهَّابٌ كَرِيْمٌ

اَعْطِنِيْ مَافِي الضَّمِيْرِ دَلِّنِيْ خَيْرَ الدَّلِيْلِ

زندگی ایک ایسے مسلسل سفر کا نام ہے جسکی انتہا موت ہے ....اس جہانِ فانی میں نہ کوئی ہمیشہ رہا ہے نہ کوئی ہمیشہ رہے گا۔ یہاں ہر نازنین کو موت کے سانپ نے ڈسا..... جس نے زندگی کے پھول چُنے اُسے موت کے خار نے ضرور زخمی کیا، جس نے شراب ہستی کو پینے کی کوشش کی اُسے موت کے خمار نے ضرور بے ہوش کر دیا۔ جس نے دنیا میں خوشیوں کا گنج پایا اُسے موت کا رنج ضرور ملا غرضیکہ اس چمنِ دنیا کے ہر نہال کو خزاں کے ہاتھ نے نیست ونابود کر دیا کیونکہ خدائے بزرگ وبرتر نے ہر ذی روح کے لئے موت کو مقرر فرمایا ہے اور قرآن پاک میں ارشاد فرمایا۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ

(آل عمران 185)

ترجمہ کنزالایمان: ہر جان کو موت چکھنی ہے۔

کوئی امیر کوئی غریب کوئی ادنیٰ کوئی اعلیٰ سب نے ایک دن مرنا ہے ایک عربی شاعر لکھتا ہے:

اَلْمَوْتُ قَدْمٌ كُلُّ نَفْسٍ شَارِبُوْهَا

وَالْمَوْتُ بَابٌ كُلُّ نَفْسٍ دَاخِلُوْهَا

ترجمہ: موت ایک ایسا جام ہے جو سب کو پینا ہے..... موت ایک ایسا دروازہ ہے جس سے سب کو گزرنا ہے۔

ایک اور عربی شاعر لکھتا ہے:

وَكُلُّ مَا قَدْ يَجِيْءُ قَرِيْبٌ

وَلٰكِنَّ الْمَوْتَ مِنْ ذَاكَ اَقْرَبُ

ترجمہ: اور ہر چیز آرہی ہے نزدیک ہے۔ لیکن موت ان سب سے زیادہ نزدیک ہے۔

جو وقت چلا گیا وہ دوبارہ ہاتھ نہیں آتا..... بچپن کی بس یادیں ہیں..... کہاں گیا بچپن..... پتہ نہیں چلا، جوانی آئی دیکھتے ہی دیکھتے پلک جھپکنے میں جوانی گزر گئی اور پھر بڑھاپا تو بڑھاپا حسرتوں کا مزار پس معلوم چلا کہ دنیاوی زندگی محدود ہے اور اس میں کمی و زیادتی ہمارے اختیار میں نہیں اور اس کی قدر و قیمت اس کے حسن و استعمال پر موقوف ہے۔

تو اب ہمارے لئے ضروری ہو گیا ہے کہ اپنی زندگی کے اوقات کی پوری طرح حفاظت کریں اور زندگی کے ایک ایک لمحے کو غنیمت جان کر اس کو صحیح استعمال کریں۔

اترتے چاند ڈھلتی چاندنی جو ہو سکے کر لے
اندھیرا پاکھ آتا ہے یہ دو دن کی اجالی ہے
اندھیرا گھر، اکیلی جان، دم گھٹتا دل اُکتاتا
خدا کو یاد کر پیارے وہ ساعت آنے والی ہے

(اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

یاد رہے جس طرح مال و دولت ایک انسان کے لئے بہت قیمتی پونجی ہے اسی طرح بلکہ اس سے کہیں زیادہ قیمتی دولت وقت ہے مال کو تو جمع اور ذخیرہ کر سکتے ہیں مگر وقت کے لئے یہ ممکن نہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ وقت انسان کے لئے بہت قیمتی خزانہ ہے یاد رکھئے کھوئی ہوئی دولت محنت اور کفایت شعاری سے دوبارہ حاصل ہو سکتی ہے، کھویا ہوا علم مطالعہ کرنے سے حاصل ہو سکتا ہے کھوئی ہوئی صحت و تندرستی ڈاکٹر اور دوائی کے ذریعے حاصل ہو سکتی ہے لیکن کھویا ہوا وقت لاکھ کوشش کرنے پر بھی واپس نہیں آسکتا، اور ہمیشہ کے لئے ہاتھوں سے نکل جاتا ہے اور جب وقت ہاتھ سے نکل جائے تو اس پر افسوس بے نتیجہ ہے وقت کا ضائع ہونا بہت بڑا نقصان ہے دوزخی دوزخ میں یہی کہیں گے کہ یااللہ عزوجل! تو ہمیں ایک بار پھر دنیا میں بھیج دے۔

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

مکن عمر ضائع بہ تحصیلِ مال
کہ ہم نرخ گوھر نباشد سفال

(کریما سعدی)

فرماتے ہیں کہ مال جمع کرنے میں کیوں عمر ضائع کر رہا ہے دنیا و دولت تو بمنزلہ ٹھیکریوں کے ہے جس طرح ٹھیکریاں جمع کرنے سے کوئی فائدہ نہیں اسی طرح مال و دولت سے بھی کوئی فائدہ نہیں لہٰذا مال جمع کر کے اپنی قیمتی عمر جو بمنزلہ موتیوں کے ہے ضائع نہ کر۔

ایک نوجوان نے اپنے والد کو مرنے کے بعد خواب میں دیکھا تو پوچھا کیا معاملہ رہا؟ کس حال میں ہیں؟ والد نے جواباً کہا کہ دنیا کی زندگی میں جو وقت غفلت میں گزارا اس پر پچھتاوا ہو رہا ہے اس پر افسوس ہو رہا ہے۔ امام الاولیاء حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ تعالی علیہ اپنی عظیم کتاب "کشف

المحجوب "میں فرماتے ہیں کہ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں سفر میں تھا کہ میں نے دیکھا ایک درویش جنگل میں کیکر کے درخت کے نیچے انتہائی سخت جگہ پر انتہائی تکلیف دہ حالت میں بیٹھے ہوئے ہیں اور رو رہے ہیں، میں نے پوچھا کہ بھائی یہاں کیوں بیٹھے ہو کیوں رو رہے ہو؟ اس درویش نے جواب دیا کہ اس مقام پر میں نے اپنی زندگی کا کچھ قیمتی وقت ضائع کر دیا اس پر رو رہا ہوں اور افسوس کر رہا ہوں آپ نے پوچھا کہ کتنے عرصے سے؟ جواب دیا بارہ برس سے بیٹھا ہوں اور افسوس کر رہا ہوں مگر اب وہ وقت واپس نہیں آسکتا۔

یاد رکھیئے! کہ وقت ایک بہت قیمتی شئے ہے، ایک مشہور عربی مثل ہے "اَلْوَقْتُ مِنْ ذَهَبٍ" کہ وقت ایک سونا ہے لیکن جو عاقل و سمجھدار ہیں وقت کی قدر و قیمت کو سمجھتے ہیں ان کے نزدیک وقت سونا ہی نہیں بلکہ وہ کہتے ہیں "اَلْوَقْتُ هُوَ الْحَيَاتُ" کہ وقت زندگی ہے۔ کیونکہ سونا تو آنے جانے والی چیز ہے اگر تیرے ہاتھ سے نکل بھی جائے تو پھر تیری محنت سے واپس آسکتا ہے۔ اور پہلے سے کئی گنا زیادہ تو اس کو حاصل کر سکتا ہے لیکن جو وقت گزر گیا وہ تیری لاکھ کوششوں کے باوجود بھی واپس نہیں آسکتا۔ تو ذرا اِنصاف سے سوچو اور غور کرو کہ وقت کتنا قیمتی ہے نایاب ہے۔ یاد رکھئے کہ دنیا کے تمام زر و جواہر وقت کی برابری نہیں کر سکتے۔

تاجدار مدینہ فیض گنجینہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب دن طلوع ہوتا ہے تو پکار پکار کر کہتا ہے کہ اے انسان میں نو پید مخلوق ہوں میں تیرے عمل پر شاھد ہوں مجھ سے کچھ حاصل کرنا ہے تو کر لے میں تو اب قیامت تک لوٹ کر نہیں آؤں گا۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ:

سدا دور دورہ دکھاتا نہیں
گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں

آیئے میں آپ کے سامنے اللہ تعالیٰ کے پیارے محبوب دانائے غیوب ﷺ کی وہ حدیث پاک پیش کرتا ہوں جو حضرت حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی معرکۃ الآراء تصنیف کیمیائے سعادت میں تحریر کی ہے۔ اس حدیث مبارکہ میں اگر ہم غور و فکر کریں تو بے شمار عبرت کے مدنی موتی ہمیں حاصل ہو سکتے ہیں۔

حدیث پاک میں ہے کہ کل قیامت کے وقت دن اور رات کی یہ جو چوبیس ساعتیں ہیں ان کے بدلے چوبیس خزانے بندے کے سامنے رکھ دیئے جائیں گے پھر ان میں سے ایک خزانے کا منہ کھول دیں گے اور جو جو نیک اعمال اس بندے نے زندگی کی اس مخصوص ساعت میں کئے ہوں گے ان کے نور سے وہ خزانہ اسے روشن اور چمکدار نظر آئے گا اور اس کے دیدار سے اسے خوشی حاصل ہو گی اور اس قدر خوشی حاصل ہو گی کہ اگر اس خوشی کو دوزخیوں میں بانٹ دیا جائے وہ دوزخ کی آگ کو بھول جائیں۔ اور اس بے پناہ مسرت و خوشی کا سبب یہ ہو گا کہ بندہ اس نور کو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اپنی قبولیت کا وسیلہ جانے گا (یعنی اس بندے کو یہ پتہ ہو گا کہ یہی وہ نور ہے جو مجھے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری کا عظیم الشان شرف عطا فرمائے گا)۔

پھر اس کے سامنے دوسرے خزانے کا دروازہ کھولا جائے گا جو ظلمت و سیاہی سے انتہائی تاریک ہو گا اور ایسی بدبو اس سے باہر آرہی ہو گی کہ اس بدبو کے

فقط ایک لمحے کے جھونکے سے ہر کوئی وحشت زدہ ہو کر اپنی ناک بند کر لے گا۔ یہ بدبودار خزانہ ان گناہوں کا ہو گا۔ جو اس نے اپنی زندگی کی ساعتوں میں کئے ہوں گے۔ اسے دیکھتے ہی اس کے دل پر ایسی وحشت، ہیبت اور ہول طاری ہو گا کہ اگر اس وحشت و ہیبت کو اہل جنت میں تقسیم کر دیں تو جنت ان کے لئے ایک تلخ اور ناگوار مقام بن جائے۔ اس کے بعد ایک اور خزانے کا دروازہ کھلے گا وہ خالی ہو گا نہ نور نہ ظلمت نہ روشنی نہ اندھیرا، لیکن اس کی ویرانی اس قدر وحشت ناک ہو گی کہ برداشت نہ ہو گی۔ یہ زندگی کی وہ ساعت ہو گی جس میں اس نے کوئی گناہ کیا ہو گا نہ کوئی نیکی۔ تب اس کے دل میں پشیمانی و حسرت اس شدت سے پیدا ہو گی اور اس طرح رہ رہ کر پچھتائے گا کہ اتنا غم و افسوس کسی مملکت کے کھو جانے یا زبردست خزانے کے لُٹ جانے پر بھی کسی کو نہ ہوتا ہو گا۔ الغرض اس کے سامنے عمر بھر کی ایک ایک ساعت پیش کی جائے گی۔

پس عقلمند کو چاہئے کہ وہ اپنے نفس کو خبردار رکھے کہ حق تعالیٰ جل جلالہ نے جو چوبیس خزانے دن اور رات کی ساعتوں کے تیرے واسطے رکھے ہیں ان کو نیکیوں سے بھرنا اور روشن رکھنا تیرا کام ہے۔ یاد رکھئے ان میں سے کوئی بھی نیکیوں سے خالی نہ رہنے پائے۔ کیونکہ اس کی حسرت تجھ سے برداشت نہ ہو سکے گی۔

بزرگوں کا کہنا ہے کہ: اگر اللہ تعالیٰ تمہیں بخش دے اور پھر بھی تم صالحین جیسا درجہ و ثواب حاصل نہ کر سکو تو بخشے جانے کے باوجود بھی یہ رنج و حسرت تمہیں جنت میں پریشان رکھے گی۔ زندگی کے جو ایام و اوقات تمہیں دیئے گئے ہیں ان کی کڑی نگرانی کرو اور ان قیمتی اوقات کو قیمتی چیزوں پر خرچ کرو۔

کشف المحجوب میں حضرت ابو سعید خراز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک قول منقول ہے کہ اپنے قیمتی اوقات کو سوائے قیمتی چیزوں کے اور کسی پر خرچ نہ کرو۔

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وقت وہ قیمتی چیز ہے جسے انسان محنت کر کے حاصل نہیں کر سکتا نہ ہی وہ بازار میں فروخت ہوتی ہے کہ انسان اسے جان دے کر حاصل کر لے۔

اس امت کے ہمدرد حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ "کیمیائے سعادت" میں ہمیں وقت کی قدر کرنے کی ترغیب دلا رہے ہیں فرماتے ہیں کہ "عمرِ عزیز کا ایک ایک سانس ایک انمول موتی ہے اور ان موتی ہیرے جواہرات کی قدر کر کے ہم ایک خزانہ جمع کر سکتے ہیں"۔ بس اگر یہ بات سمجھ میں آجائے تو ایک ایک کر کے پورا خزانہ ہاتھ آسکتا ہے بشرطیکہ اس میں پوری پوری جانچ پڑتال اور حساب کتاب کو مقدم رکھا جائے بس عاقل وہی ہے جو ہر روز نماز صبح کے بعد گھڑی بھر کے لئے دل کو اس کام میں مشغول کر لیا کرے اور اپنے نفس سے یوں مخاطب ہو:

کہ اے نفس...! سوائے عمر کے تیرے پاس اور کونسا سرمایہ ہے؟ اب اس میں سے بھی جو وقت گزر گیا اور جو سانس نکل گیا جاتا ہے اس کا بدل تو ہاتھ آنے سے رہا اور سانسوں کی تعداد بھی کچھ ایسی زیادہ نہیں اور آگے جتنی کچھ ہے اس کا بھی کوئی علم نہیں۔ اور عمر بیت جائے تو تجارت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ لہٰذا جو کچھ بھی کرنا ہے ابھی کرنا ہو گا۔ زندگی کا میدان تنگ اور آخرت کی وسعتیں لا محدود ہیں۔ اور کام بھی وہاں کچھ نہیں سوائے جزا اور سزا کے۔ جو کچھ بھی کرنا ہے دنیاوی زندگی کے اس مختصر سے میدان میں کرنا ہو گا۔ تو پھر اے

نفس! حق تعالیٰ نے آج کا دن جو تجھے دیا ہے تو گویا ایک نئی زندگی عطا فرمائی ہے کہ اگر رات ہی میں مر جاتا ہے تو یہی حسرت دل میں پیدا ہوتی کہ اے کاش! ایک ہی دن کی مزید مہلت اور مل جاتی تو کچھ نیک کام کرنے کا موقع مل جاتا۔ تو اب اس حسرت و یاس سے بچانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے جو یہ مہلت کی نعمت تجھے عطا کی ہے تو اے نفس! میرا کہنا مان اور زندگی کے اس سرمائے کو غنیمت جان، دیکھ کہیں یہ بھی ضائع نہ ہو جائے۔

اوقات کو جتنا قیمتی بنانا چاہیں بنالیں کیونکہ ایک ایک پل پل کا حساب اللہ جل جلالہ کی عظمت والی بارگاہ میں دینا ہو گا۔

ابن الصمتہ نامی بزرگ نے اپنی عمر کا حساب لگایا تو ساٹھ برس بنتے تھے پھر دنوں کا شمار کیا تو اکیس ہزار نو سو دن بنے۔ اور پھر کہا کہ۔ آہ! اگر ہر روز ایک گناہ بھی سرزد ہوتا ہو تو اکیس ہزار نو سو گناہ بن جاتے ہیں ان سے نجات کیونکر ملے گی؟ اور بہت سے دن ایسے بھی گزرے ہوں گے جب ایک ہی دن سینکڑوں گناہ بھی سرزد ہوئے ہوں گے ہائے میرا کیا بنے گا؟ یہ کہہ کر چیخ ماری نیچے گر پڑے لوگوں نے دیکھا تو آپ کی روح جسم خاکی سے پرواز کر چکی تھی۔

حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ روٹی پکا کر کھانے کے بجائے ستو پانی میں گھول کر پی لیا کرتے تھے ان سے جب دریافت کیا گیا کہ اس کی کیا وجہ ہے؟ تو فرمایا کہ آٹا گھول کر پینے میں روٹی پکا کر کھانے کی نسبت اتنا وقت بچ جاتا ہے کہ اس میں آیتیں تلاوت کر لیتا ہوں۔ پھر اتنا وقت روٹی پکا کر کھانے میں کیوں صرف کروں۔ پیٹ تو یوں بھی تسکین پالیتا ہے۔

بیشک ! یہی وہ لوگ تھے جنہوں نے وقت کی قدر کی اور زندگی کا ایک ایک لمحہ اللہ تعالیٰ کی یاد اور ذکر رسول ﷺ سے مزین کیا۔

اے رضائے الٰہی کے طلبگارو! اگر ہم عقلمند ہیں اور سمجھدار ہیں تو وقت کو برباد نہ کریں کیونکہ ایک ساعت کی بربادی سے جو نقصان ہوتا ہے وہ دنیا کی دولت بھی پورا نہیں کر سکتی اور یہ کمی کبھی پوری نہیں ہوتی۔ سچ کہا ہے کسی نے کہ وقت کو ضائع کر دینا ایک طرح کی خودکشی ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ خودکشی انسان کو ہمیشہ کیلئے زندگی سے محروم کر دیتی ہے اور وقت کا ضائع کرنا ایک محدود مدت تک انسان کو مردہ کر دیتا ہے۔ یہی دن، یہی گھنٹے، یہی منٹ، یہی ساعتیں جو غفلت اور لایعنی گفتگو، بے مقصد کاموں میں ہم گزار دیتے ہین اگر ہم حساب کریں تو زندگی میں ان کی مجموعی تعداد مہینوں بلکہ سالوں تک پہنچتی ہے۔ اگر کسی سے کہا جائے کہ تیری زندگی سے پانچ سال کم کر دیئے گئے ہیں تو اسے کتنا افسوس ہو گا۔ لیکن اے نادان انسان! تو غور تو کر ..... سوچ تو ذرا ..... کہ روزانہ کتنے فضول کاموں میں، بیکار گفتگو میں، بیکار بیٹھ کر تو اپنی زندگی کے کتنے مہینوں بلکہ کتنے سالوں کو ضائع کر رہا ہے .....تجھے احساس نہیں .....پس اگر کامیاب انسان بننا چاہتا ہے اور آخرت کی زندگی آرام سے بسر کرنا چاہتا ہے تو اپنے وقت کا نگہبان بن جا اور وقت کی قدر کر۔

"یاد رکھئے جو وقت کی قدر نہیں کرتا وقت بھی اس کی قدر نہیں کرتا"

عقلمند لوگ کہتے ہیں کہ "ہر کام کیلئے ایک وقت مقرر کر لو اور ہر وقت کے لئے ایک کام مقرر کر لو ورنہ جو شخص وقت کو برباد کرتا ہے وقت اس کو برباد کر دیتا ہے"

جتنے بھوکے ننگے مفلس دنیا میں دیکھ رہے ہو تقریباً یہ سب وہی ہیں جنہوں نے بچپن اور جوانی میں وقت کو ضائع کیا لہٰذا اگر زندگی کی شاہراہ پر کامیابی چاہتے ہو تو وقت کی ہر ایک منزل کو ہمت و ہوشیاری سے طے کرو۔

وقت ضائع کرتے وقت یہ یاد رکھنا چاہئے کہ وقت بھی آپ کو ضائع کر رہا ہے۔ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد کرامی ہے کہ " میں اس بات کو بہت ہی برا سمجھتا ہوں کہ تم میں سے کوئی بے مقصد زندگی بسر کرے نہ دنیا کے لئے کچھ کر سکے اور نہ آخرت کیلئے۔(روح المعانی جلد 3 ص 54)

صحیح کہا ہے کسی نے کہ جو لوگ با مقصد زندگی نہیں گزارتے بیکار پڑے رہتے ہیں تو ان پر "وقت" اسطرح گزر جاتا ہے جس طرح اینٹ پتھر پر۔ بے مقصد زندگی گزارنے والے انسان کی مثال اس کشتی کی سی ہے جو سمندر کی موجوں میں بغیر کسی سبب کے تھپیڑے کھاتی پھرتی ہے۔ "وقت" کی قدر کر کے زندگی کو با مقصد بنا کر میدان عمل میں کود پڑیں۔ "وقت" کو صحیح طرح گزارنے والے تھوڑی سی زندگی میں موجد بن گئے۔ فلاسفر بن گئے۔

فضول کاموں سے روزانہ ایک گھنٹہ بچا کر دین کی باتوں کو سیکھنے میں لگا کر ایک جاہل سے جاہل آدمی بھی دس سال میں ایک درجے کا باخبر اور عالم و فاضل بن سکتا ہے۔ ایک گھنٹے میں ایک معمولی سمجھ بوجھ والا انسان ایک کتاب کے بیس بڑے صفحات اور اس حساب سے سال بھر میں تقریباً سات ہزار صفحات پڑھ سکتا ہے۔ الغرض ایک گھنٹہ روزانہ کی بدولت ایک حیوانی زندگی کارآمد اور مسرت بھری انسانی زندگی میں تبدیل ہو سکتی ہے۔

ایک دھوکا جو انسان کو وقت ضائع کرنے میں مدد دیتا ہے وہ لفظ "کل" ہے۔ یاد رکھئے "کل" شیطان کا مقولہ ہے۔ داناؤں کے رجسٹروں میں "کل" کا لفظ کہیں نہیں ملتا۔ البتہ بیوقوفوں کی جنتری میں یہ لفظ بکثرت مل جاتا ہے۔ عقلمند اس لفظ کو قبول ہی نہیں کرتے۔ یہ تو بچوں کا بہلاوا ہے کہ فلاں کھلونا کل لیکر دے دیا جائے گا وغیرہ وغیرہ۔

یہ لفظ "کل" ایسے لوگوں کے استعمال میں آنے والی چیز ہے جو صبح سے شام تک خیالی پلاؤ پکاتے رہتے ہیں اور شام سے صبح تک خواب ہی خواب دیکھتے رہتے ہیں۔ کامیابی کی شاہراہ پر بے شمار اپاہج، سسکتے ہوئے زبان حال سے کہہ رہے ہیں کہ ہم نے اپنی عمر کے قیمتی لمحات اور اوقات "کل" کے تعاقب میں کھو دیئے اور اپنی قبر اپنے ہاتھوں سے کھودی ہم اسی دھوکہ میں رہتے کہ یہ کام "کل" کر لیں گے سمجھدار آدمی وہی ہے جو ہر کام کو اس کے اوقات میں کرے۔ اگر کوئی سیارہ اپنی گردش میں چند سیکنڈ کی بھی دیر کر دے تو بس قیامت ہی آجائے۔ تمام نظام شمسی ، اجرام فلکی اور دنیا کے کار خانے اسی پابندیٔ وقت اور باقاعدگی پر قائم ہیں۔

یاد رکھیئے وقت کے پاؤں تو ہیں مگر اس کی آہٹ سنی نہیں جاسکتی۔ یہ جتنے چپکے سے آتا ہے اتنی خاموشی سے چلا جائے گا۔

تو ہمیں معلوم چلا کہ وقت کی قدر و قیمت بہت ہے اس کی بہت اہمیت ہے وقت کی حفاظت اور اس سے نفع حاصل کرنے کی ایک ہی صورت اور ایک ہی طریقہ ہے کہ زندگی کا کوئی مقصد بنالو اور بامقصد زندگی گزارو۔

اب بامقصد زندگی کسے کہتے ہیں:

ہماری سوچ ناقص ہے تو کیوں نہ اپنے رب عزوجل سے مقصد حیات سمجھ لیں کہ اے مالک حقیقی! ہم ایک بامقصد اور کامیاب زندگی گزارنا چاہتے ہیں تو تو ہی ہماری رہنمائی فرما کہ ہم اپنی زندگی کو گزارنے کے لئے کونسا بہتر نسخہ استعمال کریں۔

کیونکہ اگر انسان کے سامنے غرض و غایت ہو، مقصد کا یقین ہو، کوئی منزل ہو تو وہ تھوڑے وقت میں محنت کر کے زیادہ کام کر سکتا ہے اور ایسا ہی انسان کامیاب ہے۔ بامقصد زندگی گزارنے والا انسان حالات کے ہاتھوں نہیں کھیلتا بلکہ صحیح اور کامیاب زندگی گزارتا ہے۔

تو تو ہی ہماری رہنمائی فرما کہ اپنی زندگی کو گزارنے کیلئے کونسا بہتر نسخہ استعمال کریں تا کہ مقصد حیات کو پالیں"

اللہ جل جلالہ قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد فرماتا ہے"

"وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ"

(سورۃ الذاریٰت 56)

ترجمہ کنز الایمان: اور میں نے جن اور آدمی اپنے ہی لئے بنائے کہ میری بندگی کریں۔

تو جب انسان کی تخلیق کا مقصد عبادت الٰہی ہے تو ہر مسلمان کو چاہئے کہ اپنی زندگی کا مقصد رضائے الٰہی کو بنالے اور اللہ عزوجل کی خوشنودی کو حاصل کرنا مقصد بنالے اور پھر اس عظیم مقصد کو حاصل کرنے میں ساری زندگی گزار دے۔

جنہوں نے "وقت" کی قدر کی اور رضائے الٰہی کو مقصد بنایا اور مکین گنبدِ خضراء کے قدمین شریفین کو منزل بنا کر زندگی کے راستے پر باعمل طور سے چلے تو کوئی داتا بن کر چمکا، تو کوئی مجدد الف ثانی بن کر نبی کریم ﷺ کی سنتوں کو زندہ کرتا رہا تو کوئی امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بن کر عشق رسول ﷺ کی دولت تقسیم کرتا رہا۔ ان بزرگانِ دین نے وقت کی قدر کی تو وقت نے ان کی قدر کی۔ انہوں نے اپنی زندگی مقصد حیات کے مطابق ایک مشن کے تحت گزار دی اور زندگی کے ایک ایک لمحے کو مقصد کا تابع بنا کر رکھا تو وقت نے ان کی ایسی قدر کی کہ ان نفوس قدسیہ کو بظاہر دنیا سے پردہ کئے ہوئے عرصہ بیت گیا زمانے بیت گئے لیکن زمانہ انہیں نہ بھلا سکا بلکہ روز بروز ان کی مقبولیت میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ مثال کے طور انہیں مقدس بزرگوں میں سے ایک نام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہے جنہوں نے ایک بامقصد زندگی گزار دی۔ محققین نے ان کی پاکیزہ زندگی کا مطالعہ کیا تو پتہ چلا کہ تقریباً ڈیڑھ ہزار کتب آپ نے تحریر فرمائی اور ہر تصنیف اپنی جگہ علم کا ذخیرہ ہے۔ بڑے بڑے علماء و فضلاء کی عقلیں دنگ رہ گئیں علمائے حرمین شریفین کتابیں پڑھ کر بے ساختہ پکار اٹھے کہ یہ تو علم لَدُنّی ہے۔ آپ کی زندگی کے اوقات کا حساب لگایا گیا تو پتہ چلا کہ معمولات کے علاوہ روزانہ آپ نے تقریباً چھپن صفحات تحریر فرمائے۔ آپ لوگوں سے ملاقات بھی کرتے تھے۔ گھر بار کی مصروفیات، بیوی بچوں کی دیکھ بھال اولاد کی تربیت، درس و تدریس کی مصروفیات، لیکن چونکہ انہوں نے ایک بامقصد زندگی گزاری اور اللہ رب العزت کی طرف سے دی ہوئی عمر عزیز کا ایک ایک لمحہ قیمتی سمجھ کر قیمتی کاموں میں لگایا۔ وقت کی قدر کی تو وقت نے بھی ان کو ضائع نہ کیا ساری زندگی حصول مقصد میں گزاری تو اللہ تعالیٰ نے ان کے

اوقات زندگی میں برکت عطا فرمادی اور انہیں ایسی مقبولیت عطا فرمائی کہ پوری دنیا میں آپ کے عقیدت مند موجود ہیں اور اہل عرش اور اہل فرش کے دلوں میں ان کی محبت والفت جمادی۔

اگر ہم غور کریں تو یہ بات سامنے آئے گی کہ بظاہر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ ہمارے رشتہ دار نہ تھے ان سے ہمارا کوئی دنیاوی تعلق نہیں لیکن اللہ عزوجل نے ان کی محبت ہمارے دلوں میں رچابسادی کہ ہم اپنے بچوں کے نام برکت حاصل کرنے کے لئے ان کے نام پر رکھتے ہیں اگر ان کی شان میں کوئی بے ادبی کرے یا گستاخی کا مرتکب ہوتا ہے تو ہم لوگ مرنے مارنے کیلئے تیار ہو جاتے ہیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَّضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا قَالَ: "قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نِعْمَتَانِ مَغْبُوْنٌ فِیھِمَا کَثِیْرٌ مِّنَ النَّاسِ اَلصِّحَّۃُ وَالْفَرَاغُ"

(صحیح بخاری شریف حدیث نمبر 6412)

ترجمہ: روایت ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: دو نعمتیں ایسی ہیں جن میں بہت لوگ گھاٹے میں ہیں تندرستی اور فراغت۔

اس حدیث مبارکہ کے تحت "مراۃ المناجیح" اردو ترجمہ مشکوۃ المصابیح" جلد 7 "کتاب الرقاق" پہلی فصل میں مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ: رِقَاقٌ جمع ہے رَقِیْقٌ کی اور اس کا معنی ہے نرم و پتلی چیز۔ یہاں رِقاق سے مراد حضور اکرم ﷺ کے وہ کلمات طیبہ ہیں جو تا قیامت مسلمانوں

کے دل نرم کر دیں جیسے لوہا نرم ہو کر اوزار، سونا نرم ہو کر زیور، مٹی نرم ہو کر کھیت یا باغ اور آٹا نرم ہو کر روٹی وغیرہ بنتے ہیں۔ ایسے ہی انسان کا دل نرم ہو کر ولی، صوفی، عارف وغیرہ بنتا ہے۔ دل کی نرمی اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے اور یہ دل کی نرمی بزرگوں کی صحبت اور ان کے کلمات طیبات سے نصیب ہوتی ہے۔ تندرستی اور عبادت کیلئے موقع اور وقت مل جانا اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے مگر تھوڑے لوگ ہی اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں اکثر لوگ ان قیمتی لمحات کو دنیا کمانے میں صرف کر دیتے ہیں۔

یاد رہے کہ فراغت اور بیکاری میں فرق ہے۔ فراغت اچھی چیز اور بیکاری بُری چیز ہے۔ چنانچہ جب تک تندرستی کا زمانہ ہوتا ہے اس وقت تک یہ خیال بھی نہیں آتا کہ کبھی بیماری آئے گی یا فراغت کا وقت ملتا ہے تو یہ خیال بھی نہیں ہوتا کہ کبھی مصروفیت اتنی ہوا کرے گی۔ اس لئے جب اللہ تعالیٰ صحت یا فراغت عطا فرماتا ہے تو انسان دھوکے میں اپنا وقت گزارتا رہتا ہے اور اچھے کاموں کو ٹالتا رہتا ہے اور یہ سوچتا رہتا ہے کہ ابھی تو وقت پڑا ہے ابھی تو ٹائم ہے کل کر لیں گے بعد میں کر لیں گے تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اپنی اصلاح سے محروم ہو جاتا ہے اس لئے سرکار ﷺ فرمارہے ہیں کہ ان نعمتوں کی قدر اسی وقت پہچان لو جب یہ حاصل ہوں۔

یہ صحت کی نعمت اس وقت جو تمہیں حاصل ہے کیا معلوم کب تک ہے کچھ خبر نہیں کس وقت بیماری آکر ڈیرہ جمالے اور کیسی بیماری آجائے۔ لہٰذا نیکی اور خیر و بھلائی کے کام کو، اور اپنی اصلاح کے کام کو، فکر آخرت کو اسی وقت میں اختیار کر لو کیا پتہ پھر یہ موقع ملے نہ ملے۔

کیونکہ جب بیماری آتی ہے تو کہہ کر نہیں آتی بلکہ اچھا خاصا تندرست انسان بیٹھے بیٹھے اچانک کسی مہلک بیماری میں مبتلا ہو جاتا ہے اور چلنے پھرنے سے قاصر ہو جاتا ہے، ہاتھ پیر کام کرنا چھوڑ دیتے ہیں اور ساری تدبیریں دھری کی دھری رہ جاتی ہیں۔ اس لئے تندرستی کے اوقات کو غنیمت جانو کہ کیا خبر کل صحت رہے یا نہ رہے کل کس حال میں ہوں؟ اگر آج تم نے اس صحت و تندرستی کے اوقات کو گنوا دیا تو عمر بھر سر پکڑ کر روؤ گے اور حسرت کرو گے کہ کاش! صحت و تندرستی کے اوقات میں کر لیا ہوتا۔ لیکن اس وقت حسرت و افسوس کرنے سے کچھ حاصل نہ ہو گا۔ اس لئے ان نعمتوں کی قدر کرو۔

یہ حدیث مبارکہ : "نِعْمَتَانِ مَغْبُوْنٌ فِيهِمَا كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ اَلصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ" "جوامع الکلم" میں سے ہے اور غالباً امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ چند حدیثیں ایسی ہیں کہ اگر انسان ان چند احادیث پر عمل کر لے تو یہ اس کی آخرت کی نجات کیلئے کافی ہیں۔ ان میں سے ایک حدیث یہ بھی ہے۔ اس حدیث کے ذریعے حضور ﷺ ہمیں پہلے سے تنبیہ فرما رہے ہیں۔ بعد میں تنبیہ تو خود ہو جاتی ہے لیکن وہ تنبیہ اس وقت ہوتی ہے جب تدارک کا کوئی راستہ نہیں ہوتا۔ اس لئے پیارے نبی ﷺ جو ہم پر ماں باپ سے زیادہ شفیق و مہربان ہیں اور ہماری نفسیات سے واقف ہیں اور ہم سے باخبر ہیں وہ فرما رہے ہیں کہ دیکھو اس وقت جو تمہیں صحت اور فراغت کے اوقات میسر ہیں بعد میں رہیں یا نہ رہیں اس سے پہلے کہ حسرت کا وقت آجائے اس کو کام میں لگا لو۔

یہ نفس انسان کو دھوکہ دیتا رہتا ہے کہ میاں! ابھی تو جوان ہو۔ ابھی تو بہت وقت پڑا ہے۔ ہم نے دنیا میں دیکھا ہی کیا ہے ابھی تو ذرا کچھ مزے اڑا لیں۔ جب

وقت آئے گا تو اللہ اللہ کر لیں گے اور اس وقت اپنی اصلاح کی فکر کر لیں گے ابھی وقت پڑا ہے۔

حضور ﷺ فرما رہے ہیں کہ نفس و شیطان کے اس دھوکے میں نہ آؤ جو کچھ کرنا ہے کر گزرو اس لئے کہ جو وقت اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے بہت قیمتی ہے یہ بڑی دولت ہے عمر عزیز کے یہ لمحات انسان کو اسوقت تک میسر ہیں اس کا ایک ایک لمحہ بڑا قیمتی ہے اس کو برباد اور ضائع نہ کرو بلکہ اس کو آخرت کے لئے استعمال کرو آیئے اپنے بزرگوں کو دیکھیں کہ وقت کی کیسی قدر کیا کرتے تھے۔

حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اللہ تعالیٰ کے عبادت گزار بندے ہیں آپ کے پاس آپ کے ہم عصر ایک صوفی بزرگ حضرت ابو بکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تشریف لائے تو کیا دیکھا کہ حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے ایک ہاتھ میں روٹی پکڑ کر زار و قطار رو رہے تھے۔ حضرت ابو بکر رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ حضرت کیا بات ہے؟ آپ یہ روٹی پکڑ کر کیوں رو رہے ہیں؟ آپ نے بدستور روتے ہوئے جواب دیا کہ اے ابو بکر! اس لئے رو رہا ہوں کہ اگر روٹیاں کھانے کا مسئلہ نہ ہوتا تو یہ وقت بھی اللہ عزوجل کی عبادت میں صرف کرتا مجھے یہ سوچ سوچ کر بڑا دکھ ہوتا ہے کہ اے کاش! میرے اور خدا عزوجل کے درمیان یہ پیٹ نہ ہوتا۔

حضرت ابو بکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دیکھا کہ حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس پانی کا ایک گھڑا دھوپ میں رکھا ہے، انہوں نے کہا اے داؤد یہ گھڑا دھوپ میں کیوں رکھا ہے؟ تو آپ نے جواب دیا کہ جب میں نے یہ گھڑا یہاں رکھا تھا تو دھوپ نہیں تھی اب دھوپ آگئی ہے میں نے سوچا کہ اگر

میں اسے دھوپ سے سایہ میں رکھوں گا تو محض اپنی ذات کیلئے کچھ وقت ضائع کروں گا اس لئے یہاں بیٹھا اللہ اللہ کرتا رہا۔

حضرت ابو بکر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا! سبحان اللہ اور ایک میں ہوں کہ اِدھر اُدھر ملاقاتوں میں اپنا وقت ضائع کرتا رہتا ہوں۔

حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اس دنیا میں جتنے کام ہیں وہ تین قسم کے ہیں۔

ایک وہ ہیں جن میں کچھ نفع اور فائدہ ہے چاہے دین کا چاہے دنیا کا۔

دوسرے قسم کے کام وہ ہیں جو نقصان دہ ہیں ان میں یا تو دین کا نقصان ہے یا دنیا کا۔

تیسرے وہ کام ہیں جن میں نفع ہے نہ نقصان نہ دنیا کا نفع نہ دین کا نفع نہ دین کا نقصان نہ دنیا کا نقصان بلکہ فضول کام ہیں۔

اس کے بعد حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جہاں تک ان کاموں کا تعلق ہے جو نقصان دہ ہیں ظاہر ہے کہ ان سے بچنا بے حد ضروری ہے، اگر غور سے دیکھو تو کام کی تیسری قسم جس میں نہ نفع ہے نہ نقصان نہ فائدہ ہے نہ گھاٹا وہ بھی حقیقت میں نقصان دہ ہیں اس لئے کہ جب تم ایسے کاموں میں وقت لگا رہے ہو جس میں کوئی نفع نہیں ہے حالانکہ اس وقت کو تم ایسے کام میں لگا سکتے تھے جس میں نفع ہو، تو گویا تم نے اس وقت کو ضائع کر دیا اور اس وقت کے نفع کو ضائع کر دیا، اس کی مثال یوں سمجھیں " فرض کریں کہ ایک شخص ایک جزیرہ میں گیا اس میں ایک سونے کا ٹیلہ ہے تو اس سونے کے ٹیلے کے مالک نے اس شخص سے کہا کہ جب تک تمہیں ہماری طرف سے اجازت ہے اس وقت تک

تم اس میں سے جتنا چاہو سونا نکال لو وہ تمہارا ہے، لیکن ہم کسی بھی وقت تمہیں سونا نکالنے سے منع کر دیں گے کہ بس اب اجازت نہیں، البتہ ہم تمہیں یہ نہیں بتائیں گے کہ سونا نکالنے سے کب تمہیں منع کریں گے کہ اب اجازت نہیں اور اس کے بعد جبرًا تمہیں اس جزیرے سے نکلنا پڑے گا تو کیا وہ شخص کوئی لمحہ ضائع کرے گا؟ کیا وہ شخص یہ سوچے گا کہ ابھی تو بہت وقت پڑا ہے پہلے تھوڑی سی تفریح کر لوں پھر آکر سونا نکال لوں گا۔ تھوڑی دیر آرام کر لوں نیند کر لوں اُٹھ کر پھر آرام سے سونا نکال لوں گا۔ وہ ہر گز ایسا نہیں کرے گا اگر وہ عقلمند ہو گا۔ بلکہ وہ تو ایک لمحہ ضائع کئے بغیر یہ کوشش کرے گا کہ اس میں سے جتنا زیادہ سونا نکال سکتا ہوں نکال لوں اس لئے کہ جتنا سونا نکال لوں گا وہ میرا ہو جائے گا۔ اب اگر وہ شخص سونا نکالنے کے بجائے ایک طرف الگ ہو کر بیٹھ جائے یا سیر و تفریح میں مشغول ہو جائے یا سونے، یا آرام کرنے کی غرض سے لیٹ جائے تو بظاہر اس میں تو نفع ہے اور نہ نقصان لیکن حقیقت میں اگر دیکھا جائے تو بہت بڑا نقصان ہے۔ وہ نقصان یہ ہے کہ جو بہت بڑا نفع ہونے والا تھا فائدہ ہونے والا تھا وہ صرف اپنی غفلت سے چھوڑ دیا۔

ایک صاحب کے پاس ایک تاجر آیا اس کی بہت بڑی تجارت تھی کاروبار تھا کہنے لگا کہ بہت بڑا نقصان ہو گیا ہے زبردست گھاٹا ہو گیا ہے تو وہ صاحب کہتے ہیں کہ مجھے سن کر بہت افسوس ہو دُکھ ہوا کہ بیچارہ کس مصیبت میں گرفتار ہو گیا ہے؟ پوچھا کہ کتنا نقصان ہوا اور کیسے ہوا ہے؟ تو اس شخص نے کہا کہ بھائی کیا بتاؤں کروڑوں کا نقصان ہو گیا۔۔۔ ان صاحب نے تفصیل پوچھی جب تفصیل بتائی تو پتہ چلا کہ کروڑوں کا سودا ہونے والا تھا جو ہوا نہیں اس کے علاوہ

لاکھوں روپے کا نفع پہلے سے آرہا تھا وہ اب بھی آرہا ہے اس میں کوئی کمی نہیں ہوئی لیکن ایک سودا ہونے والا تھا وہ نہیں ہوا اسکے نہ ہونے کے بارے میں بتایا کہ بہت زبردست نقصان ہو گیا، تو پتہ چلا کہ اس شخص نے نفع نہ ہونے کو نقصان سے تعبیر کر دیا یعنی جس نفع کی توقع تھی وہ نہیں ہوا اس کا مطلب یہ ہے کہ بہت بڑا نقصان ہو گیا اس واقعہ کے بیان کرنے سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ کاش! کہ یہ بات دین کے بارے میں بھی سوچ لیتا کہ میں اس اوقات کو ڈھنگ کے کام میں لگاتا کسی نیک کام میں لگاتا اس کے ذریعے دین کا اور آخرت کا کتنا بڑا فائدہ ہوتا وہ رہ گیا جس کی وجہ سے زبردست نقصان ہو گیا۔ تاجر کو اگر نفع نہ ہو تو وہ کہتا ہے کہ بہت نقصان ہوا۔ میرے بھائی جب دنیا کی تجارت میں یہ اصول ہے کہ نفع نہ ہونا نقصان ہے تو امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ دین کے بارے میں بھی یہ سوچو کہ اوقات زندگی ایسے کام میں لگا دئے جس میں نفع نہیں ہوا تو حقیقت میں یہ بھی نقصان ہے نفع کا سودا نہیں بلکہ نقصان کا سودا ہے اس لئے اگر تم چاہو تو اس سے آخرت کا بہت بڑا فائدہ حاصل کر سکتے ہو۔ اس طرح تم زندگی گزار کر دیکھو۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نافرمانوں کو عبادت الٰہی سے منہ موڑنے والوں کو جہنم میں ڈالا جائے گا۔

وَ هُمْ يَصْطَرِخُوْنَ فِيْهَا ۚ رَبَّنَاۤ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ؕ اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَ جَآءَكُمُ النَّذِيْرُ ؕ فَذُوْقُوْا فَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ

﴿سورۃ فاطر 37﴾

ترجمہ کنز الایمان: اور وہ اس میں چلّاتے ہوں گے اے ہمارے رب

ہمیں نکال کہ ہم اچھا کام کریں اس کے خلاف جو پہلے کرتے تھے اور کیا ہم نے تمہیں وہ عمر نہ دی تھی جس میں سمجھ لیتا جسے سمجھنا ہوتا اور ڈر سنانے والا تمہارے پاس تشریف لایا تھا تو اب چکھو کہ ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔

اس آیت کریمہ میں فرمایا جا رہا ہے کہ جب نافرمان لوگ جہنم کے حوالے کر دئے جائیں گے تو وہ جہنم میں چیخ پکار کریں گے کہیں گے اے ہمارے رب عزوجل ہمیں دنیا میں بھیج دے اب ہم تیری عبادت کریں گے تیری نافرمانی نہیں کریں گے۔ بارگاہِ خداوندی سے خطاب ہو گا کہ کیا ہم نے تم کو دنیا میں اتنی عمر نہیں دی تھی کہ جس میں تم نصیحت حاصل کر لیتے حالانکہ تمہارے پاس ڈرانے کیلئے میرے انبیاء و رُسل تشریف لائے تمہیں تنبیہ فرماتے رہے انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام اور ان کے وارث علماء کرام تمہیں مسلسل جھنجھوڑتے رہے اور تمہیں خوابِ غفلت سے بیدار کرتے رہے اور آکر کہتے رہے کہ خدارا اِس وقت کو نیک کام میں لگالو۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: تَلَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: "فَمَنْ يُّرِدِ اللهُ اَنْ يَهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ"[1] فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: "اِنَّ النُّوْرَ اِذَا دَخَلَ الصَّدْرَ انْفَسَحَ" فَقِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ، هَلْ لِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ يُعْرَفُ؟ قَالَ: "نَعَمْ، التَّجَافِيْ عَنْ دَارِ الْغُرُوْرِ، وَالْاِنَابَةُ اِلٰى دَارِ الْخُلُوْدِ، وَالْاِسْتِعْدَادُ لِلْمَوْتِ قَبْلَ نُزُوْلِهٖ"[2]

(1) سورۃ الانعام آیت نمبر ۱۲۵ (2) شعب الایمان حدیث نمبر ۱۰۰۸۶

روایت ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی کہ اللہ تعالیٰ جس کی ہدایت کا ارادہ فرماتا ہے اس کا سینہ اسلام کیلئے کھول دیتا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نور جب سینہ میں داخل ہوتا ہے تو سینہ کھل جاتا ہے۔ تو عرض کی گئی کہ یارسول اللہ ﷺ کیا اس کی کوئی نشانی ہے جس سے یہ نور پہچانا جائے؟ فرمایا ہاں، دھوکہ کی جگہ سے دور رہنا، دائمی گھر کی طرف رجوع کرنا اور موت کی طرف رجوع کرنا اور موت آنے سے پہلے اس کی تیاری کرنا۔

حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دو قول نقل فرماتے ہیں پہلے قول میں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایسے لوگوں کو پایا اور انکی صحبت اٹھائی ہے۔ (لوگوں سے مراد صحابہ کرام علیہم الرضوان ہیں اس لئے کہ یہ خود تابعین میں سے ہیں اس لئے انکے اساتذہ حضور ﷺ کے صحابہ تھے) جن کا اپنی عمر کے لمحات اور اوقات پر بجز سونا چاندی کے درھم و دینار سے کہیں زیادہ تھا یعنی جس طرح عام انسان کی طبیعت سونے چاندی طرف مائل ہوتی ہے اور اس کو حاصل کرنے کا شوق ہوتا ہے اور اگر کسی کو سونا چاندی، درھم و دینار مل جائے تو وہ اس کو بڑی حفاظت سے رکھتا ہے اس طرح یہ وہ لوگ تھے جو سونے چاندی سے کہیں زیادہ اپنی عمر کے لمحات کی حفاظت کیا کرتے تھے اس لئے کہ ان کے نزدیک زندگی کا ایک ایک لمحہ سونے چاندی کے اشرفیوں سے کہیں زیادہ قیمتی ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ لمحہ بیکار کام میں یا ناجائز کام میں یا غلط کام میں صرف ہو جائے وہ لوگ وقت کی قدر و قیمت پہچانتے تھے کہ عمر کے جو لمحات اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائے ہیں یہ ایسی عظیم نعمت ہے جس کی کوئی حد نہیں اور یہ نعمت

کب تک حاصل رہے گی؟ اس کے بارے میں ہمیں کچھ معلوم نہیں اس لئے اس کو خرچ کرنے میں بڑی احتیاط سے کام لیتے تھے۔ ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ ایک قبر کے پاس سے گزر رہے تھے تو اس وقت جو صحابہ ساتھ تھے ان سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ جو دو رکعت نفل کبھی جلدی جلدی میں تم پڑھ لیتے ہو ان کو تم بہت معمولی سمجھتے ہو۔ لیکن یہ شخص جو قبر میں لیٹا ہوا ہے اس کے نزدیک یہ دو رکعت نفل ساری دنیا و مافیھا سے بہتر ہیں۔ اس لئے کہ یہ قبر والا اس بات پر حسرت کر رہا ہے کہ کاش مجھے زندگی میں لمحے اور مل جاتے تو میں ان دو لمحوں میں دو رکعت نفل پڑھ لیتا اور اپنے نامہ اعمال میں اضافہ کر لیتا۔

اترتے چاند ڈھلتی چاندنی جو ہوسکے کرلے
اندھیرا پاکھ آتا ہے یہ دو دن کی اجالی ہے
اندھیرا گھر، اکیلی جان دم گھٹتا دل اُکتاتا
خدا کو یاد کر پیارے وہ ساعت آنے والی ہے

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہیں سفر پر تشریف لے جا رہے تھے راستے میں ایک قبر کو دیکھا تو آپ وہاں پر سواری سے اتر گئے اور دو رکعت نفل ادا کیئے اور پھر سواری پر سوار ہو کر آگے روانہ ہو گئے ساتھ میں جو حضرات تھے انہوں نے سمجھا کہ شاید کسی خاص آدمی کی قبر ہے اس لئے یہاں اتر کر دو رکعت پڑھیں۔ چنانچہ انہوں نے پوچھا کہ حضرت کیا بات ہے آپ یہاں کیوں اترے؟ انہوں نے جواب دیا کہ اصل بات

یہ ہے کہ جب میں یہاں سے گزرا تو میرے دل میں خیال آیا کہ جو لوگ قبروں کے اندر اس بات کی حسرت کرتے ہیں کہ شاید ہمیں اتنا موقع اور مل جائے کہ ہم دو رکعتیں پڑھ لیں اور ہماری نیکیوں میں دو نفل کا اضافہ ہو جائے کہ اس حسرت کے باوجود ان کے پاس نفل پڑھنے کا موقع نہیں تو مجھے معًا خیال آیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ موقع دے رکھا ہے اس لئے چلو میں جلدی سے یہ دو نفل پڑھ لوں۔ اس لئے میں نے سواری سے اتر کر فورًا دو نفل پڑھ لئے۔

بہر حال اللہ تعالیٰ جن کو یہ فکر عطا فرماتا ہے وہ ایک ایک لمحے کو اسطرح کام میں لاتے ہیں اس لئے کہتے ہیں کہ اسی دنیا میں جو لمحات اللہ تعالیٰ عطا فرمائے ہیں ان کو غنیمت جانو اور ان کو کام میں لے لو۔ مثلاً ایک لمحے میں اگر ایک مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ کہہ دیا تو حدیث پاک میں آتا ہے ایک مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ پڑھنے سے میزان عمل کا آدھا پلڑا بھر جاتا ہے اور ایک مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہو تو پورا پلڑا بھر جاتا ہے۔ دیکھئے ہماری زندگی کے یہ اوقات و لمحات کتنے قیمتی ہیں اور ہمارا ایک ایک سانس کل قیامت میں ہمیں رسوائی سے بچا سکتا ہے بشرطیکہ زندگی کی ان قیمتی سانسوں کو ہم اللہ تعالیٰ کی یاد میں صرف کریں۔

حضرت علامہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بڑے درجے کے محدثین میں سے ہیں اور بخاری شریف کے شارح ہیں اور علم کے پہاڑ ہیں اور عمل کے اعلیٰ مقام پر فائز ہیں ان کے حالات میں لکھا ہے کہ جس وقت تحریر کر رہے ہوتے تو کتاب لکھتے وقت جب قلم کا قط خراب ہو جاتا اس زمانے میں لکڑی کے قلم ہوا کرتے تھے اور بار بار اس کا قط بنانا پڑتا تھا تو اس کو چاقو سے درست کرنا پڑتا تھا اور اس

میں تھوڑا سا وقت لگتا تھا تو یہ وقت بھی بیکار گذارنا آپ کو گوارا نہیں تھا چنانچہ جتنا وقت ہاتھ سے قلم کا قط بنانے میں گزرتا تو ساتھ ہی اتنی دیر زبان پر تیسرا کلمہ جاری رہتا تاکہ یہ وقت بھی جائع نہ ہو۔

کسی نے کیا خوب کہا:

"دست بہ کار دل بہ یار"۔

بہر حال حضور اکرم نور مجسم ﷺ کے ارشادات کا مفہوم ہے کہ وقت کی قدر کریں اور وقت کو ضائع نہ کریں۔ آج ہمارے ماحول میں سب سے زیادہ بے قدر اور بے وقعت چیز وقت ہے جس طرح چاہا گنوا دیا۔ گپ شپ میں گزار دیا فضولیات میں برباد کر دیا بلاوجہ ایسے کام میں گزار دیا کہ جس میں نہ دنیا کا نفع نہ دین کا فائدہ۔

کسی عربی شاعر کا شعر ہے:

اَلْوَقْتُ اَنْفُسُ مَا عَنِیْتُ بِحِفْظِهٖ

وَاَرَاهُ اَسْهَلُ مَا عَلَیْكَ یُضِیْعُ

یعنی وقت ایک نفیس ترین شے جس کی حفاظت کا تمہیں مکلّف بنایا گیا ہے جب کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ یہی چیز تمہارے پاس سب سے زیادہ آسانی سے ضائع ہو رہی ہے۔

وقت اللہ تعالیٰ کی وہ نعمت ہے جو عام ہے۔ امیر و غریب، عالم و جاہل، چھوٹے بڑے، مرد و عورت سب کو ملی ہے۔ وقت کی مثال کڑکڑاتی دھوپ میں

رکھی ہوئی برف کی سل کی مانند ہے جس سے اگر فائدہ لیا گیا تو ٹھیک ورنہ وہ تو بہر حال پگھل ہی جائے گی۔ اس وقت مسلم معاشرہ مجموعی طور پر ضیاعِ وقت کی آفت کا شکار ہے۔

یاد رہے کہ جو قومیں وقت کی قدر کرنا جانتی ہیں وہ صحراؤں کو گلشن میں تبدیل کر سکتی ہیں وہ فضاؤں پر قبضہ کر سکتی ہیں وہ عناصر کو مسخر کر سکتی ہیں وہ زمانے کی قیادت سنبھال سکتی ہیں۔ لیکن جو قومیں وقت کو ضائع کر دیتی ہیں تو وقت ان کو ضائع کر دیتا ہے۔ ایسی قومیں غلامی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہو جاتی ہیں اور وہ دین و دنیا دونوں اعتبار سے خسارے میں رہتی ہیں۔ وقت کا ضیاع ان کے سر سے بادشاہت کا تاج اُتار کر اِن کے ہاتھوں میں کشکول گدائی تھما دیتا ہے۔

ہم نے وقت کی قدر نہ کی اور ناخلف اولاد کی طرح اس قیمتی خزانے کو اندھا دُھند لٹا دیا۔ چنانچہ اُسے لُٹاتے لُٹاتے ہم خود لُٹ گئے۔ ہماری صحت لُٹ گئی، ہماری جوانی لُٹ گئی، ہماری فراغت لُٹ گئی، ہماری زندگی لُٹ گئی، وقت کو ہم نے برباد کیا تو وقت نے ہم کو ایسا برباد کیا کہ ہمارے دونوں جہاں لُٹ گئے۔ لمحات کی قدر نہ کرنے سے منٹوں کا اور منٹوں کی قدر نہ کرنے سے گھنٹوں کا اور گھنٹوں کی قدر نہ کرنے سے دنوں کا اور دنوں کی قدر نہ کرنے سے ہفتوں کا اور ہفتوں کی قدر نہ کرنے سے سالوں کا نقصان ہو گیا۔ اس وقت مسلم اقوام کی پستی اور بربادی کا ایک بڑا سبب وقت کا ضیاع بھی ہے۔

شریعت کے احکام میں بھی ذرا غور کریں تو معلوم ہو گا کہ اسلام نے ہر عمل اور حکم کے متعلق ایک معین وقت کے اندر اندر ادائیگی کی پابندی لگائی ہے۔

ہر نماز کی ادائیگی ایک وقت معین کی پابندی ہے، اگر اگر وہ وقت نکل جائے تو اس وقت کی نماز قضا تو ہو سکتی ہے لیکن اس قضا کو آپ ادا میں تبدیل نہیں کر سکتے۔ ہزاروں رکعتیں اس فرض نماز کے نکل جانے کا متبادل نہیں ہو سکتیں روزہ ہے سال میں ایک خاص مہینہ اس کے لئے مقرر کیا گیا اگر اس مخصوص ماہ میں یہ فریضہ ادا نہیں کیا گیا تو بعد میں پوری زندگی کے روزوں سے اس کی تلافی ممکن نہیں۔

زکوۃ ایک معین مدت کے گزر جانے کے بعد اس فریضہ کی ادائیگی واجب ہے۔

حج ہے کہ اس کے مخصوص دن ہیں ان دنوں میں اگر ادا نہیں کیا گیا پھر سال بھر اگر کوئی میدان عرفات میں وقوف کرتا رہے اس کو حاجی نہیں کہا جا سکتا۔

ان ارکان کے علاوہ شریعت کے دیگر احکام بھی اسی طرح وقت کے نظم وضبط کے ایک مخصوص نظام کے پابند ہیں۔ اس میں ایک طرف جہاں فریضہ کی بروقت ادائیگی مطلوب ہے وہاں وقت اور اس میں نظم وضبط کی اہمیت بھی بتانا مقصود ہے۔ وقت کی قدر، عمر عزیز کی آخری سانسوں کی اہمیت، اس کے احساس، اور تعمیری زندگی اختیار کرنے کی طرف نبی اکرم ﷺ کی احادیث میں بھی مختلف اسلوب وانداز سے توجہ دلائی گئی ہے۔

حدیث کے مشہور امام ابو داؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جن کی سنن صحاح ستہ میں شمار ہوتی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی سنن پانچ لاکھ احادیث سے منتخب کی ہے (ان کی سنن چار ہزار آٹھ سو احادیث پر مشتمل ہے) پھر انہوں نے اپنی سنن

سے اسلامی زندگی کے دستور کی جامعیت پر نمونے کے طور پر چار احادیث کا انتخاب کیا ان میں سے ایک یہ ہے:

"مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهٗ مَا لَا يَعْنِيْهِ"

(صحیح مسلم شریف حدیث نمبر 2318)

ترجمہ: آدمی کے اسلام کا حسن یہی ہے کہ وہ فضول کام چھوڑ دے۔ اسی طرح حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

اِغْتَنِمْ خَمْسًا قَبْلَ خَمْسٍ: حَيَاتَكَ قَبْلَ مَوْتِكَ وَصِحَّتَكَ قَبْلَ سَقَمِكَ، وَفَرَاغَكَ قَبْلَ شُغْلِكَ وَشَبَابَكَ قَبْلَ هَرَمِكَ، وَغِنَاءَكَ قَبْلَ فَقْرِكَ

(کنزل العمال حدیث نمبر 43490)

ترجمہ: پانچ کو پانچ سے پہلے غنیمت سمجھو:۔ ♦ موت سے پہلے زندگی کو، ♦ بیماری سے پہلے تندرستی کو، ♦ مشغولیت سے پہلے فراغت کو، ♦ بڑھاپے سے پہلے جوانی کو اور ♦ فقر سے پہلے مالداری کو۔

ایک اور روایت میں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں اس میں ہمارے لئے عبرت کے مدنی پھول ہیں:

اے کاش! ہمیں فکر آخرت نصیب ہو جائے اور وقت کی قدر کرنا ہمارا نصیب ہو جائے

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میری ایک

جھونپڑی تھی اس جھونپڑی میں کچھ ٹوٹ پھوٹ ہو گئی تھی۔ اس لئے ایک روز میں اس جھونپڑی کی مرمت کر رہا تھا اس وقت رحمت عالمیان ﷺ میرے پاس سے گزرے اور مجھ سے پوچھا کہ کیا کر رہے ہو؟ میں نے جواباً عرض کی یارسول اللہ ﷺ اپنی جھونپڑی کو درست کر رہا ہوں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ بھائی معاملہ تو اس سے بھی جلدی کا ہے۔

مطلب یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے زندگی میں جو لمحات عطا فرمائے ہیں یہ پتہ نہیں کہ کب ختم ہو جائیں اور موت آجائے اور آخرت کا عالم شروع ہو جائے یہ لمحات، یہ گھڑیاں، یہ سانسیں جو اس وقت میسر ہیں یہ بڑی جلدی کا وقت ہے اس میں تم نے یہ کیا اپنے گھر کی مرمت کا فضول کام لے بیٹھے۔

اب غور فرمایئے کہ وہ صحابی کوئی عالیشان محل یا بڑا مکان تعمیر نہیں کر رہے تھے یا اس کی تزئین و آرائش کا کام نہیں کر رہے تھے بلکہ صرف اپنی جھونپڑی کی مرمت کر رہے تھے اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ معاملہ اس سے بھی جلدی کا ہے۔

حضرات علماء نے اس حدیث کی شرح میں فرمایا کہ اس حدیث میں حضور اکرم ﷺ نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو اس کام سے منع نہیں فرمایا کہ تم یہ کام مت اس لئے کہ وہ کام گناہ نہیں تھا بلکہ مباح اور جائز تھا لیکن آپ ﷺ نے انہیں اس طرف توجہ دلائی کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہاری توجہ، سارا دھیان، ساری کوششیں اور ساری دوڑ دھوپ اسی دنیا کے ارد گرد ہو کر رہ جائے بہر حال اگر ہم سو فیصد ان بزرگوں کی اتباع نہیں کر سکتے تو کم از کم یہ تو کر لیں کہ ہم جو فضول کاموں میں اپنا وقت برباد کر رہے ہیں اس سے بچ جائیں

اور اپنے قیمتی لمحاتِ زندگی کو کام میں لگائیں۔

اپنے پیارے آقا ﷺ کے قربان جایئے کہ آپ ﷺ کے سمجھانے کے بھی کیسے کیسے عجیب و غریب انداز ہیں کس کس طریقے سے امت کی اصلاح فرمائی اور انہیں سمجھایا تاکہ میرے یہ امتی زندگی کے قیمتی لمحات کو ضائع نہ کر دیں اور اس فانی زندگی سے اخروی اور ابدی فائدہ و آرام حاصل کر لیں۔

بخاری شریف میں ہے کہ نبی کریم رؤوف الرحیم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مردے کو قبر میں دفنانے کے لئے لے جایا جاتا ہے تو تین چیزیں اس کے ساتھ جاتی ہیں ایک اس کے عزیز و اقارب (دوست و احباب، ماں باپ، بھائی بہن) جو اس کو قبر تک چھوڑنے کے لئے ساتھ جاتے ہیں۔ دوسرا اس کا مال تیسرا اسکا عمل پہلی دو چیزیں تو صرف قبر تک ساتھ دیتی ہین مگر تیسری چیز یعنی اس کے نیک اعمال قبر میں نہ صرف اس کے ساتھ جاتے ہیں بلکہ ساتھ بھی دیتے ہیں۔

وہ مال و اہل و عیال جس کو حاصل کرنے اور جن کی محبت میں اس نے اپنی زندگی کے بیش قیمت اوقات کو ضائع کیا، اللہ عزوجل کی عبادت اور یاد سے غافل رہا، ان کی صحبت میں ایسا مصروف رہا کہ برف کی طرح پگھلتی ہوئی زندگی کے ایام کی اسے کچھ خبر نہ ہوئی آخر کار موت سر پر آگئی اور اب یہ کمایا ہوا مال اور محبت کرنے والے دوست و احباب اس کو قبر کی اندھیری وحشت ناک کوٹھری میں تنِ تنہا بے یار و مددگار چھوڑ گئے۔

ایک مقام پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیں سبق دیتے ہیں جب بھی کسی قبر کے پاس سے گزرو تو تھوڑی سی دیر کے لئے سوچ لیا کرو کہ یہ قبر میں مدفون انسان اسکو بھی کبھی ہماری طرح زندگی کے ایام میسر تھے اس کا بھی مال

تھا، دولت تھی، بینک بیلنس تھا عزیز رشتہ دار اور دوست احباب تھے اسکے بھی چاہنے والے محبت کرنے والے تھے اس کی بھی خواہشات تھیں تمنائیں تھیں اس نے بھی اپنے دل میں بڑی بڑی آرزوں، حسرتوں اور تمناؤں کو پال رکھا تھا۔ اس نے بھی کچھ اُمید لگائی ہوئی تھی اس کے بھی جذبات تھے مگر آہ! آج وہ ساری کی ساری حسرتیں، تمنائیں رخصت ہو گئیں، آج اس کے پاس کچھ بھی نہیں اور آج یہ قبر میں لیٹا اس بات کو ترس رہا ہے کہ کوئی آکر اس پر فاتحہ پڑھ دے .....ہاں اگر کوئی چیز اسکے ساتھ ہے تو وہ اس کا نیک عمل ہے، اور اب یہ چند لمحات کو ترس رہا ہے کہ اگر چند لمحات اور چند گھڑیاں مجھ کو مل جائیں تو میں اپنی نیکیوں میں اضافہ کر لوں اور یہ قبر والا ہمیں زبانِ حال سے پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ اے میری قبر کے پاس سے گزرنے والے سن لے تجھے ابھی وہ لمحات میسر ہیں جن کو میں ترس رہا ہوں ہمیں دیکھ کر عبرت حاصل کر۔

یاد رکھیئے جس طرح برف ہر لمحہ پگھلتی رہتی ہے اس طرح انسان کی عمر ہر لمحے پگھل رہی ہے۔

یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِیْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ ﴿۱۰﴾ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ

(صورۃ الصف 11-10)

ترجمہ کنز الایمان: اے ایمان والو کیا میں بتادوں وہ تجارت جو تمہیں دردناک عذاب سے بچالے۔ ایمان رکھو اللہ اور اس کے رسول پر اور اللہ کی راہ میں اپنے مال و جان سے جہاد کرو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانو۔

لوگ جہاد کا مطلب صرف یہ لیتے ہیں کہ آدمی تلوار، بندوق یا کوئی اسلحہ لیکر کفار و مشرکین سے لڑے بیشک یہ جہاد ہے، لیکن جہاد صرف اسی پر ہی منحصر نہیں، اگر کوئی مومن مسلمان اپنی خواہشات نفسانی سے لڑے اپنے جذبات کو اللہ عزوجل کی خوشنودی کو حاصل کرنے کے لئے سرد کرلے اپنی خواہش کو رضائے الٰہی پر قربان کردے تو یہ اعلیٰ ترین اور جہاد اکبر ہے، دل میں اگر اللہ عزجل اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کے خلاف کوئی جذبہ پیدا ہو رہا ہے، نفس کسی گناہ پر آمادہ اور دلیر ہو رہا ہے، خواہشات نفسانی بے چین کر رہی ہیں مگر وہ بندہ اللہ تعالیٰ کے ڈر اور رسول اللہ ﷺ کی محبت میں اپنے نفس کو مارتا ہے، خواہش کو دبالیتا ہے اور اللہ عزوجل اور رسول اللہ ﷺ کے حکم کو نفس پر فوقیت دیتا ہے تو وہ اعلیٰ ترین مجاہد ہے اور یہ آخرت کی تجارت ہے۔

ہم دن رات فضول باتوں، فضول کاموں، جھوٹ، غیبت، چغلی و دیگر گناہوں میں صرف کرکے اپنی زندگی کے قیمتی اوقات، بیش قیمت لمحات، وہ لمحات جو کہ سونے اور چاندی سے افضل ہیں ضائع کر رہے ہیں۔ ہماری مثال اس شخص کی سی ہے جو اپنا سونا چاندی گندی مٹی کے عوض دوسروں کو دے رہا ہے یقیناً یہ ہمارے لئے خسارے و نقصان کا سودا ہے دنیا کا بھی نقصان اور دین کا بھی خسارہ۔ یہ تجارت گھاٹے کی تجارت ہے یہ کاروبار نقصان دہ کاروبار ہے خدارا! ہم اب بھی سنبھل جائیں اب بھی عقل کے ناخن لیں کہیں ایسا نہ ہو کہ وقت گزر جائے اور موت کا پنجہ ہمیں اپنی گرفت میں لے لے اور پھر ہم قبر میں جا پڑیں اور اس قبر والے کی طرح حسرت کریں کہ کاش! ہمیں بھی کچھ وقت مل جاتا، جس

میں اللہ عزوجل کی یاد کر کے آخرت میں فائدہ حاصل کر لیتے مگر آہ.....!

اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت

اللہ عزوجل قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ لْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

(سورۃ الحشر 18)

ترجمہ کنز الایمان: اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور ہر جان دیکھے کہ کل کے لئے کیا آگے بھیجا اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔

ہم دیکھ لیں، ہم غور کر لیں ہم فکر کر لیں کہ ہم نے اس آنے والی زندگی کے لئے آگے کیا بھیجا ہے؟ آنے والی زندگی جو کبھی نہ ختم ہونے والی ہے اس کے لئے کیا تیاری کی؟ ہمارے بے شمار دوست و احباب، عزیز رشتہ دار بے شمار حسین نوجوانوں کے اٹھنے ہوئے جنازے، ہمیں زبان حال سے تبلیغ کرتے رہے، قبرستان کی ہزاروں قبریں جو کہ حسرت و یاس کی تصویر بنی ہوئی ہیں ایک خاموش مبلغ بن کر ہمیں عبرت انگیز بیان کر رہی ہیں کہ کل ہم بھی زندگی کے مزے لوٹتے تھے آج اندھیری قبر میں بے یار و مددگار و پریشان ہیں۔ کل تک ہم بھی ان دانتوں سے کھل کھلا کر ہنستے تھے خوب قہقہے لگاتے تھے تو آج یہ دانت جھڑ گئے ہیں کل تک ہمارے یہ حسین و جمیل چہرے دنیا کی توجہ کا مرکز بنے ہوئے تھے آج صرف ہڈیاں رہ گئیں ہیں۔ وہ جسم نازنین جس پر ناز کیا کرتے تھے وہ گل سڑ گیا اس میں تعفّن پیدا ہو گیا زبان کو کیڑے چمٹ گئے ہاتھ الگ پڑے ہیں پیر الگ، سر الگ تو دھڑ الگ پڑا ہے۔ ہائے افسوس ہمارے وہ عہدے ہمارے

منصب ہمارا بینک بیلنس کچھ بھی ہمارے کام نہ آیا جس کو حاصل کرنے کی وجہ سے ہم اپنی زندگی کے قیمتی لمحات و بیش قیمت اوقات کو ضائع کیا آج ہمارے کچھ کام نہ آیا۔

یہ خاموش قبریں یہ روزانہ کے اٹھتے ہوئے جنازے خاموش مبلغ ہمیں بیان کر رہے ہیں یہ تنبیہ کر رہے ہیں کہ خدارا اب تو ہم سنبھل جائیں۔ اور غفلت کی نیند سے بیدار ہو جائیں اس سے پہلے کہ موت کا فرشتہ ہمیں بیدار کرے ہم خود جاگ جائیں، زندگی کے مقصد کو پورا کر لیں اور آئندہ آنے والی زندگی کیلئے اس زندگی کے اوقات میں خوب خوب اللہ تعالیٰ کی عبادت کر لیں حضور ﷺ کی سنتوں پر عمل کر لیں اور جب دنیا سے جائیں تو ایک کامیاب انسان بن کر دنیا سے رخصت ہوں۔

اے غافل انسان! تو نفس کا فریب خوردہ ہے تو دنیاوی مشاغل میں مگن ہے موت کے کنارے کھڑے ہو کر بھی اپنی آخرت سے بے فکر ہے ایک نہ ایک دن تجھے یہاں سے جانا ہے تیرا مقام کونسا ہے؟ دوزخ یا جنت۔ پھر فکر کر اے نادان! فرمان الٰہی ہے:۔

وَ اِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ۔ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا۔

(سورۃ مریم 72-71)

ترجمہ کنز الایمان: اور تم میں کوئی ایسا نہیں جس کا گزر دوزخ پر نہ ہو تمہارے رب کے ذمّہ پر یہ ضرور ٹھہری ہوئی بات ہے۔ پھر ہم ڈر والوں کو بچالیں گے اور ظالموں کو اس میں چھوڑ دیں گے گھٹنوں کے بل گرے ۔

چونکہ اس میں تمہارا جانا یقینی ہے لہٰذا اس سے نجات مشتبہ ہے۔ تمہیں چاہئے کہ خود اس میں چھلانگ نہ لگاؤ اس سے نجات کے لئے فکر کرو۔ اس مخلوق کے حال پر غور کرو جو قیامت کے مصائب برداشت کر رہی ہو گی اسی پریشانی اور غم میں کھڑی ہو گی کسی خبر یا سفارش کا انتظار ہو گا۔ مجرموں کو گھیر لیا جائے گا۔ اچانک ہولناک اندھیرا اُن کا احاطہ کرے گا بھڑکتی ہوئی آگ سایہ کی طرح ہو گی اس کی شدّت سے مکروہ آوازیں سنائی دیں گی۔ گناہگاروں کو اپنی ہلاکت کا یقین ہو گا لوگ گھٹنوں کے بَل گر جائیں گے۔ اس وقت نیک بھی خائف ہوں گے ایک فرشتہ آواز دے گا فلاں ابن فلاں دنیا میں طویل امید پر جیتا رہا اور عمر برباد کرتا رہا۔ وہ جلدی سے اس کی طرف لوہے کی سلاخیں لے کر بڑھیں گے اور سخت عذاب اس کا استقبال کریگا اسے سپرد جہنم کرتے ہوئے کہیں گے۔ بمطابق ارشاد الٰہی۔

ذُقْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ

(سورۃ الدخان 49)

ترجمہ کنزالایمان: چکھ ہاں ہاں تو ہی بڑا عزّت والا کرم والا ہے ۔

وہ انہیں تنگ مکان میں جہاں ہلاکتیں ہوں گی اس میں ہمیشہ کے لئے قید کر دیں گے جہنم بھڑکایا جائے پینے کیلئے گرم پانی ہو گا اور کاٹھکانا دوزخ ہو گا۔ عذاب کے فرشتے انہیں کوڑے لگاتے ہوں گے۔ اور ہاویہ انہیں اکٹھا کرے گا۔ وہ مر جانے کی تمنا کریں گے مگر چھٹکارا نہ ملے گا۔ ان کے پاؤں پیشانیوں کے ساتھ باندھ دیئے جائیں گے۔ گناہوں کی ظلمت سے ان کے چہرے سیاہ ہوں گے۔ ہر طرف سے آوازیں اٹھیں گی ہر طرف شور و ہنگامہ برپا ہو گا۔ اے مالک! ہم پر سزا

ثابت ہو چکی۔ اے مالک لوہے سخت وزنی ہیں اے مالک ہمارے چمڑے پک گئے ہیں۔ اے مالک! ہمیں یہاں سے نکال دے ہم کبھی برائی نہیں کریں گے۔ عذاب کے فرشتے کہیں گے نہیں نہیں کوئی امان نہیں ذلت سے نکلنے کی راہ نہیں۔ اس میں رسوا رہو اور بات نہ کرو اور تمہیں اگر نکالا جائے تو تم وہی کرو گے جس کی ممانعت کی گئی ہے اس وقت وہ مایوس ہو جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر شدید افسوس کریں گے۔ مگر اب ندامت نجات نہیں دے گی اور افسوس کام نہیں آئے گا۔ بلکہ وہ منہ کے بل جکڑے ہوئے ڈال دیئے جائیں گے اوپر آگ ہو گی۔ نیچے آگ ہو گی، دائیں آگ ہو گی، بائیں آگ ہو گی اور وہ آگ میں غرق ہوں گے۔ آگ ان کا کھانا پینا ہو گا، آگ ان کا لباس ہو گا، آگ ان کا بچھونا ہو گا۔ الغرض! آگ کے بڑے بڑے شعلوں میں وہ ہوں گے۔ ان کا لباس گندھک کا ہو گا۔ چابکوں کی مار پڑے گی۔ زنجیروں کا بوجھ ہو گا وہ دوزخ کی گہرائیوں میں پریشان ہونگے اس کی وادیوں میں پِس رہے ہونگے، اندھیروں میں بھٹک رہے ہوں گے، آگ کی گرمی سے ہنڈیا کی طرح اُبل رہے ہوں گے۔ ہائے بربادی کہتے ہوں گے۔ جس قدر وہ ہائے کریں گے اسی قدر ان کے سروں پر گرم پانی پڑے گا۔ جس سے ان کے پیٹ اور چمڑے پھٹ جائیں گے اور لوہے کے کوڑے ہوں گے، ان کی پیشانیاں زخمی ہونگی ان کے مونہوں سے پیپ بہتا ہو گا، پیاس کی شدت سے انکا جگر پھٹتا ہو گا۔ رخساروں پر ان کی آنکھیں بہتی ہو گی، رخساروں کا گوشت گر جائے گا۔ ان کے چمڑے اور بال تک گر جائیں گے، جب ان کے چمڑے جل جائیں گے تو نئے چمڑے اگا دیئے جائیں گے۔ انکی ہڈیا بھی گوشت سے خالی ہونگی، ان کی جانیں رگوں اور پٹھوں سے ساتھ چمٹی ہونگی اور وہ آگ کے شعلوں میں سسک رہے ہوں گے۔ اسی حالت میں موت کی

تمنا کریں گے مگر وہ مریں گے نہیں اس وقت تمہارا کیا حال ہو گا ذرا سوچو جب تم انہیں دیکھو گے کہ انکے چہرے چنگاری سے زیادہ سیاہ ہونگے ان کی بینائی جاتی رہی، ان کی زبانیں گنگ ہو گئیں، انکی پشتیں ٹوٹ گئیں، انکی ہڈیاں سرمہ ہو گئیں، ان کے کان کٹ گئے، ان کے چمڑے مسل دیئے گئے، ان کے ہاتھ گردنوں کے ساتھ باندھ دیئے گئے، ان کی پیشانیاں اور قدم ملا کر جکڑ دیا گیا اور وہ چہروں کے بل آگ پر چل رہے ہیں، لوہے کی سلاخیں انکی آنکھوں میں پھر رہی ہیں، اندرونی اعضاء میں آگ کے شعلے پھر رہے ہیں اور ظاہری اعضاء پر جہنم کے سانپ بچھو ڈس رہے ہیں۔

یہ تو مختصر حال ہے جہنم کی تفصیلات پر خود ہی غور کر لو

اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا وَجَمِیْعَ الْمُسْلِمِیْنَ مِنْھَا

حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا، دوزخ میں ستر ہزار وادیاں اور ہر وادی میں ستر ہزار شاخیں ہیں۔ ہر شاخ میں ستر ہزار اژدھا اور ستر ہزار بچھو ہیں۔ کفار اور منافقین یہاں پہنچتے ہی اس میں گر پڑیں گے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: الحزن یعنی غم کے گڑھے یا وادی الحزن یعنی غم کی وادی سے اللہ کی پناہ مانگو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ وادی الحزن، غم کی وادی یا جب الحزن یعنی غم کے گڑھے سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: یہ جہنم میں ایک وادی ہے جس سے جہنم (بھی) ستر ہزار بار پناہ مانگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ ریاکاروں کے لئے تیار کی ہے یہ تو دوزخ کی وسعت اور اس کی وادیوں کی شاخیں ہیں یہ دنیا کی وادیوں اور دنیا کی شہوات کے مطابق ہیں اور ان کے دروازے سات اعضا پر مشتمل ہیں۔ جن کے ساتھ انسان نافرمانی کرتا

ہے۔ بعض نیچے ہیں۔ جہنم، پھر سقر، پھر لظی، پھر حطمہ، پھر سعیر، پھر جحیم، پھر ھاویہ۔ اس سے ھاویہ کی گہرائی کا خود ہی اندازہ کر لیجئے کہ اس کی گہرائی کی کوئی حد نہیں ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس وجود تھے کہ اچانک دھماکہ سنا جناب حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ ایک پتھر ہے جسے ستر سال پہلے جہنم میں پھینکا گیا اب وہ اس کی گہرائی تک پہنچا۔

اب خود ہی اندازہ کر لیجئے کہ دوزخ کی وادیوں کا باہم کس قدر فرق ہے۔ آخرت کے درجات بڑے اور عظیم تر ہیں جس طرح لوگ دنیا میں جس انداز پر منہمک ہیں، بعض لوگوں کا انہماک زیادہ ہے، گویا وہ دنیا میں ڈوب چکے ہیں بعض لوگ ایک مقررہ حد تک اس میں غوطہ زن ہیں۔ اسی طرح ان کے لئے دوزخ کے درجات ہیں اور اللہ تعالیٰ ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا یہی وجہ ہے کہ دوزخیوں پر ایک جیسا عذاب نہیں ہو گا اور یہ ہو بھی کیسے سکتا ہے؟ بلکہ ہر ایک کو اس کی نا فرمانی اور گناہ کے مطابق سزا ملے گی۔

محبوب خدا محمد الرسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن کم ترین عذاب پانے والا وہ دوزخی ہو گا جس کو آگ کے دو جوتے پہنائے جائیں گے۔ جوتوں کی شدید گرمی کے باعث اس کا دماغ کھولتا ہو گا اب جس پر کم ترین عذاب ہے اسے ہی دیکھ لیں کہ کس قدر شدید محسوس ہو رہا ہے اور اس سے عبرت حاصل کریں۔

اگر اب بھی دوزخ کے عذاب کی شدت میں کچھ شبہ ہو تو اپنی انگلی آگ

کے قریب کر اور سمجھ لو، مگر یہ بھی یاد رکھو کہ تمہارا اندازہ لگانا بھی غلط ہو گا اس لئے کہ دنیا کی آگ کا دوزخ کی آگ سے کوئی مقابلہ نہیں اور اگر دنیا کی آگ شدید ترین سزا ہے تو دوزخ کے عذاب کا کیا ٹھکانا ہو گا؟ بلکہ اگر دوزخیوں کو دنیا جیسی آگ نظر آئے تو وہ دوزخ کی آگ سے بھاگ کر اس میں چھلانگ لگا دیں۔ اس لئے بعض روایات میں بطور نصیحت آتا ہے کہ دنیا کی آگ کو رحمت کے ستر پانیوں سے دھویا گیا تب جا کر اہل دنیا کو اس کی برداشت ہوئی دوزخ کی آگ کے بارے میں جناب رسول اللہ ﷺ کی صراحت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ ایک ہزار سال آگ بھڑکائی گئی آخر وہ سرخ ہو گئی۔ پھر ایک ہزار سال تک مزید بھڑکائی گئی آخر کار وہ سفید ہو گئی۔ پھر ایک ہزار سال تک بھڑکائی آخر وہ سیاہ ہو گئی۔ اب یہ سیاہ اندھیر ہے۔

تاجدار عرب و عجم ﷺ نے فرمایا:۔ جہنم کی آگ نے اپنے رب کے پاس فریاد کی: اے رب تعالیٰ! میرے بعض حصہ نے بعض کو کھالیا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اجازت دی کہ دو سانس لے لے۔ ایک سردی میں، ایک ایک گرمی میں۔ چنانچہ موسم گرما میں جو تم شدید حرارت محسوس کرتے ہو وہ اسی سے ہے اور موسم سرما میں جو شدید سردی محسوس کرتے ہو تو وہ اس کے "زمہریر" یعنی شدید سردی سے ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ دنیا کا وہ کافر لایا جائے گا جس پر سب سے زیادہ انعامات ہوئے۔ حکم ہو گا، اسے آگ میں ایک ڈبکی دو، پھر پوچھا جائے گا: کیا تم نے کبھی آسائش دیکھی؟ وہ کہے گا نہیں! اور ایک مسلمان دنیا میں سب سے زیادہ تکالیف اٹھانیوالا لایا جائے گا، حکم ہو گا اسے جنت

میں ایک غوطہ لگواؤ، پھر اس سے پوچھا جائے گا کیا تم نے کبھی کوئی دیکھا؟ وہ کہے گا نہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے: اگر مسجد میں ایک لاکھ یا اس سے زیادہ آدمی بھی ہوں: پھر ایک دوزخی آدمی سانس لے، تو سب مر جائیں۔

ایک بزرگ نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ (آگ ان کے چہروں کو جھلستی ہو گی) کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: ان کو ایک بار آگ جھلسے گی تو ان کی ہڈیوں کا سارا گوشت ایڑیوں پر گر جائے گا۔ پھر اس کے بعد بدبودار پیپ پر غور کرو جو ان کے جسم سے نکلے گی جس میں وہ ڈوب جائیں گے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ: اگر دوزخ کی بدبودار پیپ کا ایک ڈول دنیا پر ڈال دیا جائے تو ساری زمین بدبودار ہو جائے یہ تو پینے کی چیز کا حال ہے جب پیاس کی شکایت کریں گے تو انہیں گرم پیپ دیا جائے گا جسے گھونٹ گھونٹ پئیں گے اور (آسانی سے) نگل نہیں سکیں گے ہر طرف سے موت آتی ہو گی مگر مریں گے نہیں۔

وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَاءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِى الْوُجُوْهَ بِئْسَ الشَّرَابُ وَسَاءَتْ مُرْتَفَقًا

(سورۃ الکھف 29)

ترجمہ کنز الایمان: پانی کے لئے فریاد کریں تو ان کی فریاد رسی ہو گی اس

پانی سے کہ چرخ دیئے ہوئے دھات کی طرح ہے کہ ان کے منھ بھون دے گا کیا ہی برا پینا ہے (ف ۶۳) اور دوزخ کیا ہی بری ٹھہرنے کی جگہ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول ہے: اگر زقوم جو دوزخ کا تھوہڑ ہے اگر اس کا ایک قطرہ دنیا کے سمندروں میں ڈال دیا جائے تو دنیا والوں کی زندگی برباد ہو جائے اب کھانا کس قدر مصیبت ہو گی؟

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمہیں جس چیز کی ترغیب دی اس میں رغبت رکھو اور جس عذاب، سزا اور جہنم سے ڈرایا، اس سے ڈرو، اس لئے کہ اگر جنت کا ایک قطرہ تمہاری اس دنیا میں آجائے جس میں تم ہو تو یہ معطّر اور خوشبودار ہو جائے اور اگر دوزخ کا ایک قطرہ تمہاری اس دنیا میں گر جائے جس میں تم ہو تو یہ تمہاری زندگی خراب کر دے۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دوزخیوں پر اس قدر بھوک طاری کی جائے گی کہ وہ بھی عذاب کی طرح ہو گی۔ وہ کھانا مانگیں گے تو انہیں گلے میں پھنس جانے والا کھانا دیا جائے گا پھر وہ پانی مانگیں گے تو ان کو گرم پانی لوہے کی سلاخوں پر دیا جائے گا جب ان کا منہ قریب ہو گا تو ان کے منہ جھلس جائیں گے جب یہ گرم پانی ان کے پیٹ میں پہنچے گا تو ان کے پیٹ کٹ جائیں گے تو دوزخی کہیں گے، جہنم کے داروغہ کو بلاؤ۔ پھر وہ داروغہ جہنم کو کہیں گے تم اپنے رب سے (ہماری طرف سے) درخواست کرو کہ کسی روز ہم سے عذاب کم کر دے فرشتے جواب دیں گے: کیا تمہارے پاس رسول مقبول ﷺ معجزات لے کر نہیں آئے۔ وہ کہیں گے

ہاں۔ فرشتے کہیں گے پھر پکارو! کافروں کی پکار بے کار جائیگی راوی بتاتے ہیں کہ پھر وہ کہیں گے: چلو مالک دوزخ کو بلاؤ وہ پکاریں گے اور کہیں گے اے مالک! (ہماری درخواست ہے کہ) تیرا رب ہماری زندگی ختم کر دے راوی بتاتے ہیں کہ جواب ملے گا تم باقی رہو گے۔

حضرت اعمش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد ہے کہ ان کی پکار اور مالک کے جواب میں ایک ہزار کا فاصلہ ہو گا۔ ذرا کھانے کا اندازہ بھی کیجئے۔ یہ تھوہڑ کا ہو گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

ثُمَّ اِنَّكُمْ اَيُّهَا الضَّالُّوْنَ الْمُكَذِّبُوْنَ لَاٰكِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ۔ فَشٰرِبُوْنَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيْمِ ۔ فَشٰرِبُوْنَ شُرْبَ الْهِيْمِ

(سورۃ الواقعۃ 55-51)

ترجمہ کنز الایمان: پھر بیشک تم اے گمراہو جھٹلانے والو۔ ضرور تھوہڑ کے پیڑ میں سے کھاؤ گے۔ پھر اس سے پیٹ بھرو گے۔ پھر اس پر کھولتا پانی پیو گے۔ پھر ایسا پیو گے جیسے سخت پیاسے اونٹ پئیں۔

ایک دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِيْٓ اَصْلِ الْجَحِيْمِ ۔ طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّيٰطِيْنِ۔ فَاِنَّهُمْ لَاٰكِلُوْنَ مِنْهَا فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ۔ ثُمَّ اِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِنْ حَمِيْمٍ۔ ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَاِلَى الْجَحِيْمِ

(سورۃ الصّٰفّٰت 68-64)

ترجمہ کنز الایمان: بیشک وہ ایک پیڑ ہے کہ جہنّم کی جڑ میں نکلتا ہے۔ اس کا شگوفہ جیسے دیووں کے سر۔ پھر بیشک وہ اس میں سے کھائیں گے (ف۶۸) پھر اس سے پیٹ بھریں گے۔ پھر بیشک ان کے لئے اس پر کھولتے پانی کی ملونی ہے۔ پھر ان کی بازگشت ضرور بھڑکتی آگ کی طرف ہے۔

مزید فرمانِ اِلٰہی ہے:

تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً۔ تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ

(سورۃ الغاشیۃ 5-4)

ترجمہ کنز الایمان: جائیں بھڑکتی آگ میں نہایت جلتے چشمہ کا پانی پلائے جائیں۔

اِنَّ لَدَيْنَآ اَنْكَالًا وَّ جَحِيْمًا۔ وَّ طَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّ عَذَابًا اَلِيْمًا

(سورۃ المزمل 13-12)

ترجمہ کنز الایمان: بے شک ہمارے پاس بھاری بیڑیاں ہیں اور بھڑکتی آگ۔ اور گلے میں پھنستا کھانا اور دردناک عذاب۔

روایت ہے کہ وہ مشورہ کر کے کہیں گے: اے ہمارے رب! ہماری بد بختی ہم پر غالب آگئی اور ہم واقعی گمراہ قوم تھے۔ ہمیں اس سے نکال دے۔ اگر ہم دوبارہ کفر کریں تو ہم ظالم ہیں جواب ملے گا: اس میں ہمیشہ ذلیل رہو اور بات نہ کرو اس وقت دوزخی لوگ ہر بھلائی سے نااُمید ہو جائیں گے اب وہ افسوس کرنے والے، واویلا مچانے اور چیخنے چلانے میں مصروف ہو جائیں گے۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اس آیت کے بارے میں فرمایا:

وَيُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ۔ يَّتَجَرَّعُهٗ وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ

(سورۃ ابراھیم 17)

ترجمہ کنز الایمان: اور اسے پیپ کا پانی پلایا جائے گا۔ بمشکل اس کا تھوڑا تھوڑا گھونٹ لے گا اور گلے سے نیچے اتارنے کی امید نہ ہو گی۔

روایت ہے کہ یہ پیپ ان کے قریب کیا جائے گا تو وہ اسے ناپسند کریں گے اور جب انکے بالکل قریب کیا جائیگا تو ان کے سر کی کھال گر پڑے گی جب نا چار پئیں گے تو ان کی انتڑیاں کٹ جائیں گی اور وہ پیچھے سے نکل جائے گا۔

وَ سُقُوْا مَآءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ

(سورۃ محمد 15)

ترجمہ کنز الایمان: اور انہیں کھولتا پانی پلایا جائے کہ آنتوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے۔

اب دیکھئے کہ بھوک پیاس میں یہ ان کا کھانا ہو گا۔ دوزخ کے سانپ، بچھو، ان کے زہر، انکی شدت و عظمت اور انکی دہشت کا یہ حال ہو گا کہ جس پر مسلّط ہوں گے، ایک لمحہ بھی ڈسنے اور کاٹنے سے نہیں رکیں گے۔

حضور سرور کونین ﷺ نے فرمایا: دوزخ میں بختی لمبی گردن والے اونٹوں کی طرح سانپ ہوں گے جو ڈس لیں تو چالیس سال تک ان کی جلن محسوس ہوتی رہے گی اور اس میں خچّر کے برابر بچھو ہوں گے یہ ان پر مسلّط ہوں گے کہ جن میں دنیا کے اندر بخل، بد اخلاقی اور لوگوں کو ایذا رسانی کی عادت تھی اور جو ان بد عادات سے بچا وہ ان سانپوں سے بھی محفوظ رہا۔

اس کے بعد دوزخیوں کے عظیم اجسام پر غور کرو۔ اللہ تعالیٰ طول و

عرض میں انکے اجسام بڑھا دیگا تا کہ اس کی وجہ سے عذاب زیادہ ہو۔ چنانچہ وہ ایک دم بدن کے ہر حصے پر آگ کے جھلسانے، سانپ، بچھو کے کاٹنے کی سزا پائیں گے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا کہ ختم الرسل صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:۔ دوزخ میں کافر کی داڑھ (احد پہاڑ) کے برابر ہو گی۔ اس کے چمڑے کی موٹائی تین دن کا سفر ہو گا۔ آپ نے فرمایا: اس کا نچلا ہونٹ سینے پر لٹک رہا ہو گا اور اوپر کا ہونٹ اوپر کی طرف سکڑ کر چہرے کو چھپاتا ہو گا۔

حضور نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: قیامت کے دن کافر کی زبان گھسٹتی ہو گی اور لوگ اسے روندتے ہونگے۔ اجسام بڑے ہونے کے ساتھ ساتھ آگ انہیں بار بار جلائے گی۔ انکے چمڑے اور گوشت نئے اگا دیئے جائیں گے۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس آیت کے بارے میں ارشاد ہے:

كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا

(سورۃ النساء 56)

ترجمہ کنز الایمان: جب کبھی ان کی کھالیں پک جائیں گی ہم ان کے سوا اور کھالیں انہیں بدل دیں گے

فرمایا:۔ ہر روز آگ ان کے چمڑے کو ستر ہزار بار جلائے گی۔ جب بھی جلیں گے تو بدل کر نئے پیدا کر دیئے جائیں گے جنانچہ پہلے کی طرح پھر سزا شروع ہو جائے گی۔

دوزخیوں کی آہ و بکا اور چیخ و پکار کا یہ حال ہو گا کہ دوزخ میں شروع دن میں ان پر آہ و بکا طاری ہو گی جناب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:۔ اس دن دوزخ کو

لایا جائے گا۔ اس کی ستر ہزار لگامیں ہوں گی۔ ہر لگام کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہونگے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا گیا کہ حبیب اللہ ﷺ نے فرمایا:۔ دوزخیوں پر یہ طاری کر دیا جائے گا۔ آخر کار ان کی انتڑیاں کٹ جائیں گی۔ پھر وہ خون کے آنسو روئیں گے یہاں تک کہ ان کے رخساروں میں خندقیں نکل آئیں گی۔ اگر ان میں کشتیاں چلائی جائیں تو چل سکیں اور جب تک آہ وبکا اور چیخ وپکار کی اجازت ہو گی تب تک انہیں کچھ نہ کچھ آرام ملے گا۔ مگر آخر میں اس کی بھی ممانعت ہو جائے گی۔

محمد بن کعب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: دوزخی پانچ بار دعا کریں گے:۔ اللہ تعالیٰ چار بار جواب دے گا۔ پانچویں بار دعا ہو گی تو اس کے بعد کبھی بھی بات نہیں کر سکیں گے۔

وہ کہیں گے:

قَالُوْا رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَ اَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِيْلٍ

(سورۃ المؤمن 11)

ترجمہ کنز الایمان: کہیں گے اے ہمارے رب تو نے ہمیں دو بار مردہ کیا اور دو بار زندہ کیا اب ہم اپنے گناہوں پر مُقِر ہوئے تو آگ سے نکلنے کی بھی کوئی راہ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا:

ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗۤ اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ ۚ وَ اِنْ يُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا ؕ

ط فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ

(سورۃ المؤمن 12)

ترجمہ کنز الایمان: یہ اس پر ہوا کہ جب ایک اللہ پکارا جاتا تو تم کفر کرتے اور اس کا شریک ٹھہرایا جاتا تو تم مان لیتے تو حکم اللہ کے لئے ہے جو سب سے بلند بڑا

پھر دوزخی کہیں گے:

رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَ سَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ

(سورۃ السجدۃ 12)

ترجمہ کنز الایمان: اے ہمارے رب اب ہم نے دیکھا اور سنا ہمیں پھر بھیج کہ نیک کام کریں ہم کو یقین آ گیا

اللہ تعالی جواب دے گا:

اَوَلَمْ تَكُوْنُوْٓا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ

(سورۃ ابراھیم 44)

ترجمہ کنز الایمان: تو کیا تم پہلے قسم نہ کھا چکے تھے کہ ہمیں دنیا سے کہیں ہٹ کر جانا نہیں۔

پھر دعا کریں گے۔

رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ط

(سورۃ فاطر 27)

ترجمہ کنز الایمان: اے ہمارے رب ہمیں نکال کہ ہم اچھا کام کریں اس کے خلاف جو پہلے کرتے تھے

اللہ تعالیٰ جواب دے گا:

اَوَلَمۡ نُعَمِّرۡكُمۡ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيۡهِ مَنۡ تَذَكَّرَ وَ جَآءَكُمُ النَّذِيۡرُ ؕ فَذُوۡقُوۡا فَمَا لِلظّٰلِمِيۡنَ مِنۡ نَّصِيۡرٍ

(سورۃ فاطر 27)

ترجمہ کنز الایمان: اور کیا ہم نے تمہیں وہ عمر نہ دی تھی جس میں سمجھ لیتا جسے سمجھنا ہوتا اور ڈر سنانے والا تمہارے پاس تشریف لایا تھا تو اب چکھو کہ ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔

پھر وہ کہیں گے:

رَبَّنَا غَلَبَتۡ عَلَيۡنَا شِقۡوَتُنَا وَكُنَّا قَوۡمًا ضَآلِّيۡنَ۔ رَبَّنَاۤ اَخۡرِجۡنَا مِنۡهَا فَاِنۡ عُدۡنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوۡنَ

(سورۃ المؤمنون 27-167)

ترجمہ کنز الایمان: کہیں گے اے ہمارے رب ہم پر ہماری بد بختی غالب آئی اور ہم گمراہ لوگ تھے۔ اے رب ہمارے ہم کو دوزخ سے نکال دے پھر اگر ہم ویسے ہی کریں تو ہم ظالم ہیں

اللہ تعالیٰ جواب دے گا:

قَالَ اخۡسَـُٔوۡا فِيۡهَا وَلَا تُكَلِّمُوۡنِ

(سورۃ المؤمنون 108)

ترجمہ کنز الایمان: رب فرمائے گا دُھتکارے پڑے رہو اس میں اور مجھ سے بات نہ کرو۔

اس کے بعد وہ کبھی کلام نہیں کر سکیں گے اور انہیں شدید تر عذاب ہو گا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے کہ اس فرمانِ الٰہی کے بارے میں زید بن اسلم رحمہ اللہ تعالی علیہ نے فرمایا:

سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِيْصٍ

(سورۃ ابراھیم21)

ترجمہ کنز الایمان: ہم پر ایک سا ہے چاہے بے قراری کریں یا صبر سے رہیں ہمیں کہیں پناہ نہیں۔

تو فرمایا: وہ ایک سو برس تک صبر کریں گے پھر ایک سو برس چیخ و پکار کرینگے پھر ایک سو برس تک صبر کریں گے۔ پھر کہیں گے:۔

سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِيْصٍ

(سورۃ ابراھیم21)

ترجمہ کنز الایمان: ہم پر ایک سا ہے چاہے بے قراری کریں یا صبر سے رہیں ہمیں کہیں پناہ نہیں۔

حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:۔ قیامت کے دن موت کو حاضر کیا جائے گا۔ گویا وہ سیاہ و سفید مینڈھا ہو۔ پھر جنت اور دوزخ کے درمیان اسے ذبح کر دیا جائے گا اور کہا جائے گا:۔ اے جنتیو ہمیشہ رہو گے، موت نہیں ہو گی اور اے دوزخیو! ہمیشہ رہو گے اور موت نہیں ہو گی۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔ دوزخ سے ایک آدمی

ہزار سال کے بعد نکلے گا۔ پھر فرمایا:۔ کاش! میں ہی وہ آدمی ہوتا۔ یعنی اللہ کے خوف کا یہ حال ہے۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک کونے میں بیٹھے رو رہے ہیں پوچھا گیا: آپ کیوں روتے ہیں؟ فرمایا میں ڈرتا ہوں کہ کہیں دوزخ میں ڈال دیا جاؤں اور پھر میری پرواہ نہ ہو۔ اَللّٰھُمَّ حَفِظْنَا مِنَ النَّارِ۔

یہ مختصر طور پر عذابِ دوزخ کا ذکر ہوا ہے ورنہ اس کی تفصیلات اور عذاب کا کچھ اندازہ نہیں۔ عذاب دوزخ کی شدت کے ساتھ ساتھ ایک مزید سزا یہ ہوگی کہ انہیں جنت چھن جانے، اللہ تعالیٰ کی زیارت نصیب نہ ہونے اور اس کی رضا نہ ملنے کا افسوس ہوگا۔ ان بد نصیبوں نے چند کھوٹے سکوں کے عوض یہ نعمتیں بیچ دیں۔ یعنی چند گنتی کے دنوں میں دنیا کی حقیر شہوات کے بدلے میں سب کچھ لُٹا دیا۔ حالانکہ دنیاوی انعامات پُر سکون بھی نہ تھے عام طور پر غم و غصہ کی آمیزش بھی ہوتی تھے اس لئے یہ لوگ قیامت کو کہیں گے: ہائے افسوس! ہم نے اپنے رب کی نافرمانی کر کے اپنے آپ کو برباد کیا ہم نے چند دن تک صبر نہ کیا؟ اگر کاش ہم صبر کرتے تو بھی ہمارے دن کٹ جاتے اور ہم اپنے رب تعالیٰ کے پاس نعمتوں اور رضا میں رہتے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن کچھ لوگ دوزخ سے نکال کر جنت کی طرف لائے جائیں گے۔ جب وہ اس کے قریب ہوں گے اس کی خوشبو سونگھیں گے اور اس کے تمام محلات اور تمام انعامات پر نظر پڑے گی جو اللہ تعالیٰ نے جنتیوں کے لئے تیار کئے ہیں تو آواز آئے گی اِدھر سے ہٹ جاؤ تمہارا اَب اس میں کوئی حصہ نہیں پھر وہ اس قدر افسوس کرتے ہوئے واپس آئیں گے

پہلوں اور پچھلوں نے اس قدر افسوس نہ کیا ہو گا اور کہیں گے اے ہمارے رب! اپنے اولیاء کے لئے یہ ثواب اور انعامات جو تو نے تیار کئے ہیں اگر تو ہمیں یہ دکھائے بغیر دوزخ میں بھیج دیتا تو ہم پر اس سے زیادہ آسان ہوتا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا یہ میں نے اس لئے چاہا کہ جب تم تنہا ہوتے تھے، تو بڑے بڑے گناہ کر کے میرا مقابلا کرتے تھے جب لوگوں سے ملتے تو انکساری لئے ہوئے تھے۔ تم دلوں سے جو کچھ میرے سامنے پیش کرتے وہ اور ہوتا۔ کیا لوگوں کے سامنے پرہیز گاری کا دکھاوا کرتے نہیں تھے؟ تم لوگوں سے ڈرے مگر مجھ سے نہ ڈرے، تم نے لوگوں کی تعظیم کی، مگر میری تعظیم نہ کی تم نے لوگوں کی خاطر نہ برائی کو چھوڑا۔ آج میں تمہیں دائمی ثواب سے محروم کرنے کے علاوہ دردناک عذاب دونگا۔

احمد بن حرب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فرمان ہے ہم میں سے ہر آدمی دھوپ پر سائے کو ترجیح دیتا ہے مگر افسوس، وہ جنت کو دوزخ پر ترجیح نہیں دیتا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ارشاد ہے: کتنے ہی تندرست اجسام، خوبصورت چہرے اور شیریں کلام زبانیں دوزخ میں جا کر چیخ رہی ہیں۔

حضرت دوٗد علیہ السلام نے دعا فرمائی: اے اللہ! مجھے تیرے سورج کی گرمی پر صبر نہیں۔ تو تیری دوزخ کی گرمی پر صبر کیسے ہو سکتا ہے؟ مجھے تیری رحمت کی آواز پر صبر نہیں۔ تیری دوزخ کے عذاب پر کس طرح صبر کر سکتا ہوں۔

اے انسان! یہ حالات ہیں تو دیکھ لے اب وقت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آگ مخصوص صفات کے ساتھ پیدا کی اور آگ میں جانے والے پیدا کئے نہ کم

ہونگے نہ زیادہ۔ یہ ایک ایسا امر ہے جو ہو چکا اور اس سے فارغ بھی ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِيَ الْاَمْرُ ۘ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ وَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ

(سورۃ مریم 39)

ترجمہ کنز الایمان: اور انہیں ڈر سناؤ پچھتاوے کے دن کا جب کام ہو چکے گا اور وہ غفلت میں ہیں اور نہیں مانتے۔

اس میں قیامت کے دن بلکہ ازل الازل کی جانب اشارہ ہے مگر سابقہ قضاو قدر کو قیامت کے دن ظاہر کیا۔

اے میرے بھائی!

آیات بینات اور ان کا ترجمہ آپ نے پڑھ لیا ہے اب اس کی روشنی میں اپنا محاسبہ کر لیجئے تو آپ کو اپنے جنتی ہونے کا یا دوزخی ہونے کا پتہ چل جائے گا۔

اگر آپ وقت کی قدر کرتے ہوتے اپنی زندگی کے ایک ایک لمحے کو اللہ عزوجل اور اس کے پیارے رسول ﷺ کی اطاعت میں گزار رہے ہیں تو آپ کو جنت مبارک .... اور اگر اس کے برعکس خداوند قدوس اور اس کے پیارے محبوب ﷺ کی نافرمانی میں زندگی بسر کر رہے ہیں غفلت طاری ہے تو پھر انجام سے ڈریں .... باز اجائیں ..... اور توبہ کے ذریعے اپنے رب سے رجوع کرتے ہوئے بقیہ زندگی فرمانبرداری کے ساتھ بسر کریں۔

اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِيْ جَحِيْمٍ

(سورۃ الانفطار 14-13)

ترجمہ کنز الایمان: بے شک نکوکار ضرور چین میں ہیں اور بے شک بدکار ضرور دوزخ میں ہیں۔

❁ اے اللہ عزوجل ...! ہمیں نکوکاروں میں کر کے بے حساب بخش دے، بے حساب بخش دے، بے حساب بخش دے۔

آمین بجاہ النبی الکریم الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

❁ ان آیات کے آئینہ میں اپنا مقام پہچانو (واللہ اعلم)